بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۱	ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ / جنوری ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلٰی	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
مقالاتِ حامدیہ		۲۰
بسم اللہ کی اہمیت	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ	۲۵
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۳۰
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۳۸
تعلیم النساء	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۴۶
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۵۳
حاصل مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۸
اَخبار الجامعہ		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ کی ''تحریکِ ریشمی رومال'' کی مناسبت سے گزشتہ ماہ ہندوستان میں سہ روزہ ''امنِ عالم کانفرنس'' کا اِنعقاد ہوا۔ اِس موقع پر پاکستان سے تقریبًا پچاس کے لگ بھگ علماء پر مشتمل ایک وفد کو مدعو کیا گیا تھا جس کی قیادت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم کر رہے تھے۔ اَحقر بھی اُس وفد میں شامل تھا، ۱۱؍ دسمبر ۲۰۱۳ء بروز بدھ واہگہ بارڈر کے راستہ اَمرتسر، جالندھر، لدھیانہ ہوتے ہوئے رات کا قیام چندی گڑھ میں ہوا پھر اَگلی صبح سرہند شریف میں حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ بعد اَزاں مظاہر العلوم، سہارنپور ہوتے ہوئے رات بارہ بجے یہ وفد دیوبند پہنچا، اَگلی صبح سے دو دن ۱۳، ۱۴؍ دسمبر کو دیوبند میں اُس اِجلاس کی خصوصی نشستیں ہوئیں اور آخر میں ۱۴؍ دسمبر کو ''عید گاہ میدان'' دیوبند میں جلسہ عام ہوا جس میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، برما، ساؤتھ اَفریقہ، اِنگلینڈ اور دیگر مختلف ممالک سے تشریف لانے والے دُنیا بھر کے علماءِ کرام نے اپنے اپنے خیالات کا اِظہار کیا۔ کانفرنس کا آخری عظیم الشان جلسۂ عام دہلی کے تاریخی ''رام لِیلا میدان'' میں ہوا جس میں بلاشبہ چھ لاکھ کے لگ بھگ پورے ہندوستان سے آنے والے حضرات نے شرکت کی۔ دہلی کی تاریخی جلسہ گاہ ''رام لِیلا میدان''

کو بھر دینا ہندوستان میں وہاں کی بڑی جماعتوں کے لیے ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جمعیة علماءِ ہند نے اِس چیلنج کو نہایت کامیابی سے سراَنجام دیا۔ اِس عظیم کامیابی کا سہرا جمعیة علماءِ ہند کے صدر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب منصور پوری مدظلہ، ناظمِ اعلیٰ حضرت مولانا محمود صاحب مدنی مدظلہ اور اُن کے رُفقاء کے سر ہے جن کی اَنتھک کوششوں کے نتیجہ میں وقت کی اہم ضرورت ''امنِ عالم کانفرنس'' کا بروقت اِنعقاد ہوا، مذکورہ بالا ہر دو حضرات بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اِس موقع پر ہم اپنی طرف سے مزید کچھ لکھنے کے بجائے ''اَمنِ عالم کانفرنس'' کے موقع پر حضرت مولانا محمود صاحب مدنی کی طرف سے اِستفتاء اور اُس کے جواب میں دارُالعلوم دیوبند کی جانب سے فتوی کی نقول اپنے اِس اِداریے کا حصہ بناتے ہوئے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرنا زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ بعد اَزاں آئندہ شماروں میں بقیہ تحریری مواد جو کہ خطبہ اِستقبالیہ، خطبۂ صدرات اور حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ کی چند نصائح پر مشتمل ہے نظرِ قارئین کریں گے۔

ب/۸۱۴

اِستفتاء

آج کل منصوبہ بند طریقہ پر مذہبِ اسلام، قرآنِ پاک اور رسول اَکرم ﷺ کی تعلیمات کو دہشت گردی سے جوڑ کر بدنام کیا جا رہا ہے اور قرآنی آیات اور اَحادیث شریف کو غلط معانی میں ڈھال کر عوام و خواص کو مذہبِ اسلام سے بدظن کرنے کی مہم پوری شدت سے جاری ہے، اِس لیے وضاحت فرمائیں کہ اَمنِ عالم کے سلسلہ میں اِسلام کا واضح موقف کیا ہے اور قرآن و حدیث میں اِس بارے میں اِنسانیت کو کیا ہدایتیں دی گئی ہیں ؟

محمود اَسعد مدنی

حوالہ : ب/۶۸۵

باسمہ سُبحانہٗ و تعالٰی

الجواب و باللّٰہ التوفیق : اِسلام اَمن وسلامتی کا مذہب ہے اِس کی نظر میں رُوئے زمین کے کسی بھی خطہ پر فتنہ وفساد، بداَمنی اور خوں ریزی اور بے قصوروں کے ساتھ قتل و غارت گری بد ترین اِنسانیت سوز جرم ہے، قرآنِ پاک میں کئی جگہ دُنیا میں بداَمنی پھیلانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اِرشادِ خداوندی ہے : ﴿ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ﴾. (الاعراف ۵۶)

''اور رُوئے زمین میں بعد اِس کے کہ اُس کی درستگی کر دی گئی، فساد مت پھیلاؤ۔''

اور ایک جگہ فسادیوں کی مذمت کرتے ہوئے یہ اِرشاد فرمایا گیا :

﴿ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَیُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴾ (البقرہ ۲۰۵)

''اور جب وہ (فسادی) پیٹھ پھیرتا ہے تو اِس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ دُنیا میں فساد مچائے اور کسی کے کھیت یا جانوروں کو تلف کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے۔''

اور ایک جگہ فرمایا : ﴿ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴾. (البقرہ ۶۰)

''اور دُنیا میں فساد مچاتے مت پھرو۔''

قرآن اور اِسلام کی نظر میں ایک قتلِ ناحق پوری اِنسانیت کے قتل کے مترادف ہے کیونکہ یہ دروازہ جب کھل جاتا ہے تو پھر کسی کے قابو میں نہیں رہتا جبکہ ایک آدمی کی جان بچانا پوری اِنسانیت کو بچانے کے قائم مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

﴿ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَّمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ﴾. (المائدہ ۳۲)

''اِسی وجہ سے ہم نے بنی اِسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دُوسرے شخص کے یا بغیر کسی فساد کے جو زمین میں اُس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اُس نے تمام آدمیوں قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچالیوے تو گویا اُس نے تمام آدمیوں کو بچالیا۔''

اور ایک جگہ واضح طور پر یہ حکم دیا : ﴿ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾

''اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اُس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق پر۔''

اِسلام کی اَمن پسندی کی اِنتہا یہ ہے کہ وہ اگر چہ مظلوم کو اپنے دفاع کی اِجازت دیتا ہے لیکن ساتھ میں یہ ہدایت بھی کرتا ہے کہ مظلوم بدلہ لینے میں اپنے حدود سے تجاوز نہ کرے اور بے قصوروں کو نشانہ نہ بنائے چنانچہ اِرشادِ خداوندی ہے :

﴿ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴾ (البقرہ : ۱۹۰)

''اور جو لوگ تم سے لڑنے کو آئیں تم بھی اُن سے اللہ کے راستہ میں لڑو اور حد سے تجاوز مت کرو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔''

چنانچہ اَحادیث شریفہ میں جنگی حالات میں بھی اِنسانی حقوق کی پوری رعایت رکھنے کی تلقین کی گئی ہے جس کی تفصیلات اَحادیث میں موجود ہیں، علاوہ ازیں اِسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدا کی مخلوق بمنزلہ ایک کنبہ کے ہے جو شخص اللہ کے کنبے پر اِحسان کرے گا وہ خدا کے یہاں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔(بیہقی)

ہمارے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا جو لوگ دُوسروں پر رحم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے، تم لوگ زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔(ترمذی، اَبوداؤد)

اَلغرض اِسلام ہر طرح کے بے جا تشدد، بدامنی، خوں ریزی اور قتل و غارت گری کی قطعاً نفی کرتا ہے اور کسی بھی شکل میں اِس کی اِجازت نہیں دیتا۔

اِسلام کا یہ اُصول ہے کہ اچھی اور نیک باتوں میں ایک دُوسرے کا تعاون کیا جائے اور گناہ اور ظلم میں کسی کا ساتھ نہ دیا جائے، اِرشادِ خداوندی ہے :

﴿ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾. (المائدہ ۲:)

''آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر، اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر۔''

قرآنِ پاک کی اِن واضح ہدایات سے یہ معلوم ہوگیا کہ اِسلام جیسے امنِ عالم کے ضامن مذہب پر دہشت گردی کا اِلزام لگانا قطعًا جھوٹ ہے بلکہ مذہبِ اسلام تو دُنیا سے ہر قسم کی دہشت گردی کو مٹانے اور پورے عالم میں اَمن کو پھیلانے کے لیے آیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط (حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ)
مفتی دارُالعلوم دیوبند
۱۴۲۹/۵/۲۳ھ

دستخط (زین الاسلام قاسمی)
نائب مفتی دارُالعلوم دیوبند

دستخط (وقار علی غفرلہٗ)
معین مفتی دارُالعلوم دیوبند

دستخط (محمود حسن غفرلہٗ)
بلند شہری

مہر دارُالافتاء
دارُالعلوم دیوبند

☆

بعد اَزاں اِس فتوی پر مؤتمر کے اِجلاس میں شریک تمام علماءِ کرام نے اپنے تائیدی دستخط کیے۔ اِس موقع پر دہلی کے ''رام لیلا میدان'' میں تمام علماءِ کرام اور مہمانانِ خصوصی کے ساتھ مل کر لاکھوں کے مجمع میں اِنتہائی جوش وخروش کے ساتھ بیک آواز ہوکر ایک عہد کیا جو ''اِعلامیہ'' کے نام سے موسوم ہے یہ عہد نامہ بھی لفظ بلفظ قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

''اِعلامیہ'' اَمن عالم کانفرنس

منعقدہ : ۹، ۱۰ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۳، ۱۴ر دسمبر ۲۰۱۳ء بمقام دیو بند

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ر دسمبر ۲۰۱۳ء بمقام ''رام لیلا میدان'' دہلی

ہندو بیرونِ ہند کے ممتاز علمائے کرام، دانشوران اور رہنمایان ملک وملت کا یہ عالمی اِجلاس برصغیر کی آزادی میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، اُن کے رفقاء اور تمام مجاہدینِ آزادی کی سنہری خدمات و بے مثال قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے اور حضرت شیخ الہندؒ کے عطا کردہ رہنما خطوط کی روشنی میں اپنے اِس عہد کا اعلان کرتا ہے کہ :

(۱) ہم اِنسانیت کی فلاح و بہبود اور عالمی امن کے قیام کے لیے ہر سطح پر دوستانہ تعلقات اور صلح وآشتی کی راہ ہموار کرنے کے لیے ایک دُوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے۔

(۲) اپنے اپنے ملک کی سالمیت اور وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک دُوسرے کی خوشحالی اور خیر سگالی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

(۳) ہر قسم کے تنازعات کا پُر اَمن ذرائع سے حل تلاش کرنے کے لیے ذہن سازی اور کوشش کریں گے۔

(۴) اِسلام کی نظر میں ہر طرح کا فتنہ وفساد، بدامنی وخونریزی کے لیے اور بے قصوروں کو قتل وغارت گری کا نشانہ بنانا، بدترین اِنسانیت سوز جرم ہے، اِس لیے ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور اِس بارے میں دارُالعلوم دیوبند کے فتوے کی بھرپور تائید کرتے ہیں اور تمام اِنصاف پسندوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف دہشت گردی سے براءت کریں بلکہ اُن اَسباب ومحرکات کو بھی ختم کرنے کی فکر کریں جن کی وجہ سے دُنیا میں دہشت گردی پنپتی ہے۔

(۵) اَقلیتوں، ناداروں کمزور طبقات اور خواتین کے حقوق کی پاسداری کے بغیر خوشحالی، ترقی اور اَمن کا تصور ناممکن ہے اِس لیے ہم اُنہیں اُن کے حقوق دِلانے اور سماجی اِنصاف کی فراہمی کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔

(۶) اَخلاق سوز رسم و رواج ،فضول خرچی اور جرائم سے پاک معاشرہ کی تشکیل ،خاص کر شراب نوشی ،منشیات ،عیش پرستی ،فحاشی ،عریانیت اور جَنین کُشی کے خلاف تحریک چلانے کے لیے ہم تمام مذاہب کے رہنماؤں اور مصلحانہ تنظیموں کو اِشتراک اور تعاون کی دعوت دیتے ہیں۔

(۷) ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ مسلکی تنازعات میں تشدد اور خونریزی اِسلامی تعلیمات کے قطعًا خلاف ہیں۔ہم اِس معاملے میں تشدد کی سخت مذمت کرتے ہوئے عہد کرتے ہیں کہ مسلکی تشدد کو ختم کرنے میں اپنا کردار اَدا کریں گے۔

(۸) حضرت شیخ الہندؒ نے جامعہ ملیہ اِسلامیہ کے قیام کے موقع پر جو وقیع خطبہ اِرشاد فرمایا تھا اُس کی روشنی میں ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ملت سے دینی و دُنیوی جہالت دُور کرنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں گے،خاص طور پر اِسلامی ماحول میں عصری تعلیم کے اِدارے قائم کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں گے جیسا کہ جمعیة علماءِ ہند کے سابق صدر محترم اَمیر الہند حضرت مولانا سیّد اَسعد مدنی نور اللہ مرقدہٗ اِس موضوع کو مشن بنا کر پورے عالم میں پھیلاتے رہے۔

(۹) ہم یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ اہلِ حق کے تمام دینی اِداروں اور تحریکات میں ایک دُوسرے کے معاون بن کر رہیں گے۔

☆

آخر میں ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس اِجلاس کی برکت سے مسلمانانِ عالَم کے باہمی اِختلافات دُور فرما کر اِتحاد واُلفت کی صورتیں پیدا فرمائیں اور یہ کہ تمام مسلمان اللہ کی ذات کی طرف دل و جان سے متوجہ ہو کر اُس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں یہاں تک کہ اِسلام اور مسلمان ذلت و پستی سے نکل کر عزت و رفعت کی اَوجِ کمال کو پہنچ جائیں اور سرکش طاغوتی قوتیں ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہو رہیں۔ آمین۔

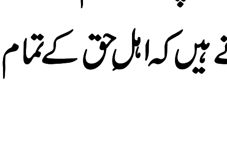

مولای صل وسلم دائما ابدا درسِ حدیث علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

حضرت اِبنِ زُبیرؓ نے اپنے والد کے خون کا بدلہ نہ لیا
والیٔ سوات اور خون کا بدلہ خون۔''دیت'' کا فائدہ
اِنصاف میں تاخیر سے ظلم پرورش پاتا ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 77 سائیڈ A 1987 - 10 - 11)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ سات مضر چیزوں سے بچو صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا وَمَاھُنَّ وہ کیا ہیں ؟

اِرشاد فرمایا اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ماننا کسی اور کو خدا جیسا جاننا یہ اُس کی ذات میں شرک ہو گیا اور جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وہ کسی اور میں ماننی یہ صفات میں شرک ہے دونوں ہی شرک ہیں دونوں ہی منع ہیں۔

فرمایا جادُو سے بچو اور اِس کی وجہ یہ کہ (اِس میں) تعظیم کی جاتی ہے غیر اللہ کی، بتوں سے شیطانوں سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی مُوْبِقَاتْ میں ہے یعنی اِنسان کی آخرت کو برباد کرنے والی چیز ہے۔

وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ [1] اور کسی کو مارنا قتل کرنا یہ اللہ نے منع فرمایا ہے یہ حرام ہے سوائے اِس کے کہ حق بنتا ہو جیسے کہ ''قصاص'' قصاصًا مارا جا سکتا ہے، کسی کو قتل کیا ہے اُس نے تو اُس کے بدلے میں قصاصًا قتل کیا جائے گا ہاں اگر وہ راضی کر لے مقتول کے ورثہ کو کہ میں پیسے دیے دیتا ہوں خون بہا دیتا ہوں دیت دیتا ہوں مجھ سے قصاص نہ لو خون کا بدلہ خون سے نہ لو تو اُس کا موقع شریعتِ مطہرہ نے نکالا ہے۔

مثال کے طور پر مقتول کے کچھ بچے بالغ ہیں کچھ نابالغ ہیں تو اَب قاتل کو جیل میں رکھا جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ بالغ ہونے کے بعد اِس بات پر راضی ہو جائیں کہ ہمیں دیت مِل جائے مال مِل جائے خون بہا مِل جائے اور خون بہا جو ہے وہ سو اُونٹ ہیں اُن کی قیمت بھی بہت زیادہ بنے گی آج کے حساب سے .... یا......... اُس کی قیمت بھی بہت بڑی بنے گی۔ اُونٹ ہر جگہ ہوتے نہیں تو پھر وہ قیمت ہی رکھی گئی دونوں میں سے جس پر بھی وہ راضی ہوں۔

قتل کی واردات اور اَنگریزی قانون کی خرابیاں :

یہاں تو قانون میں جو انگریزوں نے ہمیں دیا ہے جسے ہم کسی طرح بدلنے پر تیار نہیں، دو خاندان برباد ہوتے ہیں ایک وہ جو مقتول کا خاندان ہے کہ اُن کا کمانے والا یا اُن کا سہارا یا جو بھی کچھ تھا وہ نقصان ہوا اُس کا اگر وہ کماتا بھی تھا تو کمائی کا بھی نقصان ہوا، ایک خاندان تو اِس طرح ختم ہوا۔

اور دُوسرا خاندان یعنی قاتل وہ بھی بند، اگر وہ بھی کمانے والا ہے تو اُس کا بھی نقصان ہوا یہی حساب ہوگا اور پھر عدالتیں عدالتوں کی کارروائی وہ شروع ہوگی سیشن جج سے یا کسی اور سے پھر اُس کے بعد سینئر سول جج پھر ہائی کورٹ میں پھر بڑا ہی لمبا کام ہے اُس میں خرچ ہوگا بے حساب رِشوتیں بھی اور یہ بھی وہ بھی اِتنے درجے ہو گئے ہر درجہ میں خرچ ہوتا جائے گا کیس وہی ہے گواہ بھی وہی ہیں مگر پھر بھی بہت درجے رکھ دیے، انگریز نے اِس لیے رکھے تھے کہ ہمارے آدمی تھک جائیں تو جتنا بھی جھگڑا بڑھایا جا سکے بڑھائیں۔ بات کیا ہے بات وہی تھی جو مجسٹریٹ کے ہاں دوہرائی ہے پھر آگے دوہرائی

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲

ہے اور آگے دوہرانی ہے جتنے درجے بھی آرہے ہیں بات وہی ہے وکیل بھی وہی چلتے رہیں گے کوئی شروع سے ہی سپریم کورٹ میں کام کرنے والا وکیل آجائے تو آخر تک وہی چلے گا ہر عدالت میں، تو ایک خرابی تو یہ ہے۔ اِسلام نے یہ ختم کردی۔

اِسلامی نظام میں ہائی کورٹ پھر سپریم کورٹ ہوگی بس :

اِسلامی اگر عدلیہ ہو تو اِس کی درجہ بندی نہیں ہے اُس میں تو مجسٹریٹ کا درجہ تو ہائی کورٹ کا ہوگا کیونکہ وہ تو شریعت کے مطابق جاتا ہے گواہ ٹھیک ہیں یا نہیں اگر گواہ ٹھیک ہیں تو یہ مجسٹریٹ جو ہے یہ خدا کی طرف سے مامور ہے اِس بات پر کہ جو بات ثابت ہو رہی ہے گواہوں کے ذریعے سے اُس پر خدا کا حکم بتادے، نافذ کردے خدا کا حکم۔ اگر فرض کیجیے کسی چیز میں کمی رہتی ہے تو اِس سے اُوپر سپریم کورٹ ہے وہ آگے اِدھر اُدھر نہیں جائے گا بس سپریم کورٹ میں جائے گا وہ یہ دیکھیں گے کہ اِس میں کوئی غلطی کسی قسم کی ہوئی ؟ اگر غلطی ہے تو پھر تو وہ اُس کو کینسل کردیں گے اور اپنا فیصلہ دے دیں گے اور اگر غلطی نہیں ہے گواہ بھی ٹھیک ہیں معتمد اور گواہوں میں یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہیں ایسی گڑبڑ نہ ہو اُس کا بھی حق ہے کہ حاکم اُس کے بارے میں تحقیق کرلے کہ یہ گواہ کیسے ہیں جھوٹے ہیں سچے ہیں اِس کے بارے میں کیا شہرت ہے وغیرہ وغیرہ۔ سب چیزوں کی معلومات وہ کرلے گا اور وہ خود بخود کرے گا کیونکہ آگے سپریم کورٹ باقی ہے ہوسکتا ہے (وہاں کیس چلا جائے) اور اُس میں اِس کی بدنامی بھی ہے اور اگر اِس نے جان بوجھ کر غلطی کی ہے تو یہ معزول ہے اور معزول بھی فوراً ہی ہوجائے گا لمبا چوڑا کام بھی نہیں ہے۔ تو یہ تو آسان سا سلسلہ تھا اِس میں انگریزوں نے درجہ بندی کردی ہے کہ یہاں بھی حکایت سناؤ پھر دوبارہ وہاں سناؤ پھر تیبارہ وہاں سناؤ وہی حکایت دوہرائے جارہا ہے اِتنے میں کوئی نہ کوئی گواہ بھی مرہی جائے گا، نہیں پیش ہوسکے گا بیمار ہوجائے گا کچھ ہوجائے گا تو بیس بیس تیس تیس سال لگتے ہیں۔

پچھلے رمضان سے پہلے وہ آئے تھے میرے پاس ایک صاحب وہ بتلا رہے تھے کہ جولائی ۱۹۴۷ء میں میرا کیس شروع ہوا ہے اور دسمبر ۱۹۸۶ء میں اُس کا فیصلہ ہوا ہے، مکان کا کیس تھا میرے حق میں ہوگیا تو صدر (ضیاء الحق) صاحب کے رشتہ دار تھے یہ کہہ رہے تھے میں نے اُس کا کوئی نام

نہیں اِستعمال کیا اپنے آپ میں اپنی کوششوں سے کامیاب ہوگیا میں نے اُن سے کہا کہ یہ کوئی قانون ہے اُن سے اُس مکان میں بچے بھی پیدا ہوئے ہوں گے پلے ہوں گے جوان ہوئے ہوں گے جوان ہوکر چالیس سال ہونے کو آگئے ہوں گے اُن کی بھی اولاد سمجھدار ہوچکی ہوگی جب آپ خالی کرا کر اُس میں رہیں گے وہ اُدھر سے گزریں گے تو اُن کے جذبات کیا ہوں گے اور چالیس سال وہ کیس ساتھ لڑتے رہے ہیں ایک دُوسرے کے خلاف جذبات اُبھرتے رہے ہیں وہ دُشمنی وہ برائی دماغوں میں مستحکم ہوگئی ہوگی۔ میں نے کہا آپ اُن کے رشتہ دار ہیں بات کرسکتے ہیں کہنے لگا کہ ہاں کرسکتے ہیں میں نے کہا اُن سے کریں بات وہ یہ قانون تو بدلیں اِس کے بجائے اِسلامی قانون لے آئیں، بہت میں نے حوصلہ اَفزائی کی میں نے کہا ہم سارے اُن کے ساتھ ہیں ساری عمر وہ رہ لیں مگر یہ کام کردیں یہ قانون بدل دیں اور لوگوں کے اِسلام کے ذریعے فیصلے جلدی ہوں اِنصاف جلدی پہنچے جیسے اِسلام نے حکم دیا۔

اِسلامی نظام میں عدل اور اِحتیاط، اِنصاف میں تاخیر ظلم کی پرورش ہے :

اِنصاف میں تاخیر گویا ظلم کو قائم رکھنا ہوگیا ظلم کی پرورش ہوگئی اور ظلم کی پرورش یہ حرام ہے اور اِنصاف جلدی سے جلدی پہنچانا یہ حکومت کا فرض ہے۔ تو اِسلامی نظام میں مثلاً قتلِ نفس میں ایک تو مارا ہی گیا اُن کا آدمی اَب اگر وہ (قاتل خاندان کے) لوگ متمول ہیں تو وہ کہیں گے ہمارے آدمی کے بجائے دیت لے لو لیکن اِس صورت میں تھوڑی سی مہلت دی جائے گی کہ اگر مقتول کے کچھ بچے نابالغ ہیں وارث تو وہ بھی ہیں باپ قتل ہوگیا ہے بچے باقی ہیں تو بچے تو وارِث ہیں چاہے بالغ ہوں چاہے نابالغ ہوں لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد وہ اِسے معاف کردیں کہ چھوڑو کیا بدلہ لینا ہے۔

عظیم حوصلہ :

حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ کو جس آدمی نے شہید کیا تھا اور جو اُن کی شہادت میں شامل تھے یہ (اِن کے صاحبزادے) حضرت عبداللہ اِبن زُبیر رضی اللہ عنہ جب حاکم ہوئے ہیں اور تمام جگہ اِن کی حکومت پھیل گئی ہے، بنواُمیہ ختم ہوگئے تھے اُنہیں فلسطین میں اِنہوں نے ایک جگہ (محدود) کردیا بس اور ساری دُنیا میں یزید کے بعد حکومت ختم ہوگئی بنواُمیہ کی۔ اُن سے کسی نے کہا کہ یہ آدمی آپ کے والد

صاحب کے شہید کرنے والوں میں تھا حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں '' حَوادِی '' یعنی اپنا خاص آدمی (قرار دیا) رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی کے لڑکے تھے اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں بڑی فضیلتیں ہیں جمع اور سب سے بڑی یہ کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اُن دس حضرات میں ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے (جنت کی) ضمانت دی۔ تو کہنے لگے کہ اپنے باپ کے بدلہ میں اِتنے چھوٹے سے آدمی کو میں ماروں میں نہیں مارتا، باپ میرا بہت عظیم شخصیت یہ مارنے والا ایک عام آدمی ہے (بہت چھوٹی حیثیت کا آدمی) اِس کو ماروں باپ کے بدلے میں ؟ تو چھوڑ دیا اُن کو۔ اِسی طرح یہاں بھی ہوسکتا ہے کہ بچے جب بالغ ہوں تو کہہ دیں کہ نہیں چھوڑ دو اِس کو یعنی معاف ہی کر دیں تو بھی قصہ ختم ہوگیا اور قاتل جو ہے وہ بھی مطمئن ہوگیا کہ اِنہوں نے میرے ساتھ اِحسان کیا ہے۔

''دِیت'' کا فائدہ :

اِس کی دُوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ (مقتول کے ورثا) راضی ہو جائیں کہ چلو خون بہا دو کیونکہ مثلاً مقتول غریب آدمی ہے اور قاتل جو ہے وہ بڑا آدمی تھا زمیندار تھا وڈیرہ تھا کارخانے دار تھا بڑی حیثیت کا تھا اور اَب جیل میں ہے اور یہ بہت معمولی حیثیت کے، مزدوری کر کے گزارا کرتے تھے تو یہ مطالبہ تو براہِ راست کریں گے کہ جب اُس نے مارا ہے جان سے تو اُس کی جان کا ہمیں حق ہے مطالبہ کرنے کا، اگر اُس نے مال چھینا ہوتا تو پھر مال کا مطالبہ ہم اُس سے کرتے اُس نے جان چھینی ہے لہٰذا اُس کی جان ہی کا مطالبہ کر سکتے ہیں، ہاں وہ اپنی جان چھڑانے کے لیے کہے گا جناب اِتنا لے لو اِتنا لے لو مہربانی کرو وہ خوشامد کرے گا اُس کے لوگ آئیں گے پھر یہ بچے ہوسکتا ہے خون بہا پر راضی ہو جائیں اب دونوں کا کاروبار بند نہ ہونے پائے گا۔ اِن کو بھی خون بہا اِتنا مل جاتا ہے وہ کہ یہ بچے پل جائیں گے پڑھ جائیں گے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے کمائی کرنے لگیں گے اور اُس (قاتل) کا بھی یہ ہے کہ وہ چھوٹ گیا۔

خون کا بدلہ خون اور اِس کا فائدہ :

اور اگر خون کا بدلہ لے لیں تو پھر فائدہ یہ ہے کہ آئندہ کوئی ہمت ہی نہیں کرے گا مارنے کی اور یہ اُس وقت ہے کہ جب (فیصلہ) جلدی ہو، اگر جلدی نہ ہو تو پھر نہیں ہو سکتا پھر قتل نہیں رُکتا، فوراً ہی اگر بدلہ لے لیا تو ٹھیک ہے تو پورے سرحد میں قتل بہت ہوئے ہیں اَب بھی ہوتے ہیں اَب تو یہاں بھی ہونے لگے اور بہت زیادہ ہونے لگے ہیں پہلے (یہ سلسلہ) وہاں تھا وہ مسلح رہتے ہیں اَب یہاں ہر ایک مسلح رہتا ہے بے حساب اسلحہ ہے اور طرح طرح کے، جو وہاں ہے وہ یہاں ہے۔

والیٔ سوات کا کارنامہ :

یہ والیٔ سوات کے دِل میں آیا کہ میں خود اپنے آپ یہاں قتل بند کراؤں اُس نے سخت حکم دے دیا کہ جہاں قتل ہو تمہاری ذمہ داری ہے فوراً پکڑو اُس آدمی کو اور ٹیلیفون وہاں تھے تو اُس نے کہا کہ مجھے ٹیلیفون پر بتاؤ کہ پکڑ لیا ہے تو اِسی طرح ہوتا ہے کہ وہاں پکڑا تھانے میں اُس کو لے آئے اور والی کو فون کر دیا کہ ہم نے پکڑ لیا ہے قاتل ہے یہ ! گواہیاں مل گئیں ؟ جی مل گئیں ! فلاں چیز ہو گئی ؟ جی ہو گئی ! تو اِس کو مار دو گولی مار دو ایسے مارو کہ میں بھی سنوں ٹیلیفون (کان سے) لگا رکھا تھا تو گولی ماری اور اُس (قاتل) نے بھی آواز نکالی اُس نے کہا کہ مر گیا ؟ کہا مر گیا۔ اور کچھ نہیں یہ قصاص کے علاوہ دیت وغیرہ یہ بھی اُس نے اُڑا دی بس فوراً پکڑو فوراً مارو۔

اور یہ بھی اُس نے کہا کہ دونوں کو ساتھ دفن کرو اور اگر کہیں ایسے ہو گیا (کہ قاتل) پکڑا گیا، وقت پر آ گیا ہاتھ تو پہلے اِسے دفن کرو بعد میں مقتول کو دفن کرو۔

نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں قتل ہی ختم ہو گیا قتل تو کرتا ہی اِسی لیے ہے کہ (اُس کو خیال ہوتا ہے کہ) میں بچ جاؤں گا بچنے کے راستے اُسے نظر آتے ہیں اگر اُسے یہ نظر آئے کہ جیسے کنویں میں اِسے دھکا دُوں گا تو ساتھ ساتھ میں بھی ڈوبوں گا یہ نہیں ہے کہ اِسے ہی دھکا دے دُوں گا بس، تو کنویں میں کبھی دھکا نہیں دے گا کیونکہ جانتا ہے کہ مجھے بھی ساتھ ہی جانا پڑے گا۔

تو اَصل میں اِنصاف کا جلدی حاصل ہونا جو ہے یہ بڑا اہم ہے بہت ضروری ہے اور جب تک دیر لگے گی ظالم ظالم ہے مظلوم مظلوم ہے اور مظلوم بددُعائیں دیتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی بددُعا سے بچو۔ یہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ[1] مظلوم کی بددُعا اور قبولیت میں کوئی پردہ نہیں ہے فوراً قبول ہوتی ہے اور مظلوم کی طرف خدا کی تائید ہوتی ہے اور جس طرف خدا کی تائید ہو جائے پھر نتیجہ میں دُوسرے ہی کی کامیابی ہوگی چاہے کسی چھوٹی طاقت بڑی طاقت کا مقابلہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ویتنام سے امریکہ کا فرار :

جیسے ویتنام میں ہوگیا آخر بھاگنا پڑا امریکہ کو بڑی بے عزتی بڑی ذلت و رُسوائی مگر تائیدِ خداوندی اِن کے ساتھ ہوگئی اور اُن ظالموں نے پچاس پچاس دفعہ حملے کیے اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو دفعہ حملے کیے سمجھ میں یہ آتا تھا کہ وہاں تو صرف زمین ہی رہ گئی ہوگی وہ بھی تباہ حال زمین رہ گئی ہوگی۔ اَب یہ خدا کی قدرت ہے خدا بچائے تو بچائے، نہیں ہونے پاتا تھا نقصان اِتنا اور پیدائش کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے اور اُن میں پلتے بڑھتے رہے ہیں اور پڑھتے بھی رہے ہیں سکولوں میں .... اِتنی اِتنی دفعہ بمباری کی ہے اُنہوں نے معلوم ہوتا تھا کہ نسل کُشی کر رہے ہیں زمین ہی صاف ہو جائے گی لیکن کچھ بھی نہیں ہوا خود صاف ہو گئے۔ تو معلوم ہوا ایسی طاقت ہے کوئی غیبی جسے خدا ہم کہتے ہیں کہ وہ جس طرف ہو جائے اُس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اور سب کے سب عاجز آجاتے ہیں۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے قتل ِنفس کو بہت بڑا جرم قرار دیا اور یہ موبقات اور مہلکات میں سے ہے اگر اِنسان دُوسرے مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور یہ جائز سمجھ کر کر رہا ہے بے پرواہی میں تو گویا خدا کے حکم کا جو اُس نے قرآن میں اُتارا ہے اِنکار کر رہا ہے اور خدا کے حکم کا اِنکار کفر ہے۔ لہٰذا قرآنِ پاک میں پانچویں پارے میں ہے نصف سے اگلے رکوع میں ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ جو کسی مسلمان کو قصدًا قتل کرتا ہے ﴿فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ اُس کا بدلہ جہنم ہے ﴿خَالِدًا فِيْهَا﴾ اُس میں ہمیشہ رہے گا اور

---

[1] مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۹

﴿خَالِدًا فِیْھَا﴾ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اگر حلال سمجھتے ہوئے کر رہا ہے کہ یہ جائز ہے تو کفر ہو گیا اور کفر ہو گیا تو جہنم ہے۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ آدمی معصیت کرتا ہے تو معصیت کی وجہ سے اُس کا دِل مسخ ہو جاتا ہے اور وہ معصیتوں ہی کی طرف لگا رہتا ہے توبہ کی توفیق اُس سے سلب ہو جاتی ہے معاذ اللہ ! اللہ پناہ میں رکھے۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ بالکل منع ہے کسی مسلمان کو مارنا ﴿قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ﴾ مسلمان بھی داخل ہیں غیر مسلم بھی داخل ہیں، یہ ذمی ہیں ہمارے یہاں رہتے ہیں اُن کو مارنا بھی جائز نہیں اور وہ بھی اگر حلال سمجھ کر مارتا ہے تو اُس کے بارے میں بھی یہ شک پڑ جائے گا کہ کہیں وہ بھی اِسی وعید کا مستحق نہ ہو جائے کیونکہ اِس میں اور طرح کے نقصانات ہیں وہ ذمی مسلمان اِسلام سے نفرت کرنے لگے گا اور اگر عدل ملے گا تو اِسلام سے محبت کرنے لگے گا۔

جزیہ واپس کر دیا :

حضرت اَبوعبیدہ اِبن جراح رضی اللہ عنہ جب شام میں جہاد کر رہے تھے تو وہاں اُن کو جنگی مصلحتوں سے پیچھے ہٹنا پڑا اور اِس کی خبر اُنہوں نے بھیج دی مدینہ منورہ فورًا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اُنہیں خبر پہنچی تو اُنہوں نے کہا کہ برا کیا کیوں پیچھے ہٹے کیوں پیچھے ہٹے اُنہوں نے بار بار..... اور وہ (پیامبر) باخبر تھا مکمل پورا نقشہ معلوم تھا اور وہ اُن کو وجوہات بتاتا رہا کہ وجہ یہ ہے کہ اُن کی طرف سے بہت بڑا حملہ ہونے والا تھا اور ہم اُس کا مقابلہ اِس طرح اِس میدان میں کر سکتے ہیں وہاں نہیں کر سکتے وہ پھر کہنے لگے مگر پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے اور اُنہوں نے ساتھ یہ بھی ذکر کیا کہ جن لوگوں سے ہم نے جزیہ وغیرہ لیا تھا وہ واپس کر دیا کہ ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے تو تم یہ رکھ لو اور ہم پیچھے جا رہے ہیں تو وہ عوام جو تھی جن کی تائید کی بڑی ضرورت ہوتی ہے لڑائیوں میں وہ اِس چیز سے نالاں بہت رنجیدہ تھے کہ یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے کیونکہ اِن کے معاملات سامنے آگئے تھے (جس کی وجہ سے مقامی کفار اِن سے بہت متاثر تھے) آپ نے بہت سنا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ فیاضی فرماتے تھے اِتنا دیتے تھے اِتنا دیتے تھے اور کافروں کو بہت کچھ دیا ہے۔ اور جو نئے نئے مسلمان ہوتے تھے اُنہیں بہت کچھ دیا ہے، وہ اِس لیے کہ یہ جب لیں گے تو محبت ہوگی اور تعلق پیدا ہوگا تو پھر بات بھی سنیں گے ورنہ

بات سنتے ہی نہیں اچھی بات ہو، اچھی سے اچھی بات ہو اِس سے اچھی بات کیا ہوگی جو خدا نازل کر رہا ہے اُن کے لیے مگر وہ سنتے ہی نہیں اُن کا حال یہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ اُن کو نوازتے رہے۔

اِسی طرح یہاں ہوا کہ اَب یہ لوگ جب واپس آئے ہیں تو کفار اِن کے معاملات دیکھ چکے تھے تو اِن کا ہٹنا اُنہیں پسند نہیں آیا اور اُن کا اِصرار تھا کہ نہ جائیں آپ ہی لوگ رہیں اور اِن کے لیے وہ دِل سے چاہتے تھے کہ یہی دوبارہ آئیں اور وہ نہ آئیں جو پہلے تھے۔

اِسلام میں ٹیکس اِنتہائی کم لیا جاتا ہے :

اور ویسے تاریخ میں ہے وہ لوگ بہت خوش تھے مسلمانوں سے کیونکہ مسلمان تو لیتے ہیں تھوڑا سا جزیہ، ٹیکس اور اُن لوگوں نے اپنی حکومت چلانے کے لیے طرح طرح کے ٹیکسوں میں دبا رکھا تھا وہ ٹیکسوں کے بوجھ میں پبلک دبی ہوئی تھی کچھ نہیں کر سکتے تھے دائیں بائیں ہل نہیں سکتے تھے بندھے ہوئے تھے اور مسلمانوں نے بہت تھوڑا رکھا اور آزادی بھی دی ، بہت بڑا فائدہ اُنہیں حاصل ہوا اِس وجہ سے وہ اِن کی واپسی سے ناخوش ہوئے۔ تو وہ جو فرستادہ تھے حضرت اَبو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اُنہوں نے بتایا کہ اَمیر المومنین آپ یہ سمجھئے کہ اِتنے ٹکڑے ہیں اُن کے لشکروں کے بہت ٹکڑے اُس نے بتائے اور وہ صبح سے دوپہر کے قریب سے گزرنے شروع ہوئے فلاں اور فلاں جگہ تو ہمارے جو جاسوس ہیں وہ دیکھتے رہے اُن کو تو رات تک بھی ایک ٹکڑا نہیں پورا ہوا تو ایسے ٹکڑے اُن کے لشکروں کے کئی ہیں اُنہوں نے گنتی بتائی کہ اِتنے ہیں تو اِس بنا پر ہم مجبور ہوئے کہ پیچھے رہیں۔

مگر میں تو صرف اِتنا اِن سے عرض کر رہا تھا کہ اِنصاف ہے ٹھیک ہے کہ اِس کی وجہ سے وہ مسلمان ہوتے ہیں اگر ذمیوں پر ظلم کریں گے مارنے لگیں گے تو اِسلام کی طرف آنے میں رُکاوٹ بنے گی تو اِس لیے اُن کا مارنا بھی مسلمان کے مارنے ہی کے درجہ میں تھا اور اگر کوئی اُس کو مار دے گا تو پھر قصاصًا اُس مسلمان کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ اَب ذمی جب اِتنا اِنصاف دیکھیں گے تو پھر اِسلام قبول کریں گے اور بہت واقعات ہیں ایسے کہ اُنہوں نے مسلمانوں کی عملی حالت دیکھ کر اِسلام قبول کیا ہے یہ جو اِنڈونیشا ہے، ملائشیا ہے، ملایا ہے، سماٹرا ہے، جاوا ہے اور تھائی لینڈ ہے سنگا پور ہے وہاں جتنے

مسلمان ہیں یہاں کون سی فوج گئی ہے۔ اِس کے برعکس آج جو ہمارا عمل ہے یہ اِنتہائی ذلیل لوگوں کا عمل ہے اَنگریز نے دبا دبا کر اور اخلاقی خرابیاں ڈال ڈال کر اِس طرح حال کر دیا ہے اور پھر پڑوس کا ہندوؤں کا، مسلمان ممالک میں یہ حال نہیں ہے آپ کوئی چیز کسی سے خریدیں وہ پوری تولے گا اور پوری خریدیں تو پوری ناپے گا اور گھر جا کر دیکھیں گے تو زیادہ ملے گی تو یہ مسلمان ہونے کی وجہ نہیں ہے کہ ہم ایسے خراب ہیں یہ (کافر) پڑوس کی وجہ ہے کہ اُن کو دیکھ کر اُن سے بھی آگے بڑھ گئے شراب خوری میں تو ہماری اخلاقی پستیاں اِنتہا کو پہنچ گئی ہیں ہمیں دیکھ دیکھ کر مسلمان ہو جائیں لوگ ایسی صورت نہیں بنے گی اَب، ہاں بطورِ اَفراد ایسے نمونے مِل جائیں گے کہ جن کے اَثرات ہوں اور اُنہیں دیکھ کر اِسلام کی طرف رغبت ہو جائے وہ مسلمان ہو جائیں یا کوئی مطالعہ کرے تعلیمات کا وہ مسلمان ہو جائیں ورنہ عام حالت مسلمانوں کی ایسی اب نہیں ہے کہ اُن سے متاثر ہو کر اِسلام میں داخل ہونے شروع ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا اور فضل سے نوازے، آمین۔ اِختتامی دُعا....

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

مقالاتِ حامدیہ

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کیا گیا جو تا حال طبع نہیں ہو سکے تھے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی تھیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے گئے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہوئے تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔

اَب جبکہ اللہ کے فضل و کرم سے اِن سلسلہ وار مضامین کی تکمیل ہو چکی ہے جن کی تعداد اَڑسٹھ (۶۸) بنتی ہے تو دُوسرے مرحلہ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ'' خانقاہِ حامدیہ'' کے تحت اَب تک شائع ہونے والے اِن مضامین میں عنوانات قائم کر کے اِنہیں کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے اور اِس سلسلہ کو'' قندیل'' سے موسوم کر کے قرآنیات، حَدیثیات، اِقتصادیات، سیاسیات، شخصیات وغیرہ عنوانات پر مشتمل کتابیں منظرِ عام پر لائی جائیں تا کہ'' قنادیل'' کا یہ مجموعہ اہلِ علم کی علمی روشنی میں مزید اِضافہ کا سبب بن کر حضرت اَقدسؒ کے لیے رفعِ درجات کا ذریعہ بن جائے۔

اَب قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ طبع شدہ مضامین کے علاوہ اگر کسی کے پاس حضرت اَقدسؒ کا کوئی مضمون، کوئی تحریر، کسی قسم کا اِقتباس یا کوئی خط موجود ہو تو مہربانی فرما کر اِدارہ کو اِس سے مطلع فرمائیں اور اُس کی اصل یا اُس کا عکس عنایت فرمائیں اِدارہ اُن کا ممنونِ احسان ہوگا۔ آخر میں حضرت اَقدسؒ کے تا حال سلسلہ وار مطبوعہ مضامین کی فہرست بھی پیشِ خدمت ہے۔ (اِدارہ)

﴿ فہرست مطبوعہ مضامین ﴾

نمبرشمار	موضوع	سن اشاعت
1	حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ (شیخ الہندؒ)	جنوری 2003ء
2	حضرت مولانا سیّد حُسین احمد صاحب مدنیؒ	فروری تا جولائی 2003ء
3	حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	اگست/ستمبر 2003ء
4	حضرت مولانا حاجی سیّد محمد عابد صاحبؒ (بانی اَوّل دارُالعلوم دیوبند)	اکتوبر/نومبر 2003ء
5	طلباء کے فرائض	دسمبر 2003ء
6	حضرت مولانا حاجی سیّد محمد عابد صاحبؒ (بانی اَوّل دارُالعلوم دیوبند)	جنوری تا نومبر 2004ء
7	خودشناسی	دسمبر 2004ء
8	پردہ کا حکم قرآن پاک میں	جنوری 2005ء
9	اِسلام اپنے اعلیٰ اَوصاف کی وجہ سے دُوسرے سب دینوں پر غالب ہے	فروری/مارچ 2005ء
10	قرآن کا پیغام .... ''امنِ عالم''	اپریل 2005ء
11	قرآنِ پاک	مئی 2005ء
12	قرآنِ پاک کا کلامِ الٰہی ہونا۔ یہ اللہ کی صفت ہے اور مخلوق نہیں ہے	جون 2005ء
13	قرآن پاک سے تعلق اور اُس کی برکات	جولائی 2005ء
14	قرآن وسنت اور تواتر وتعامل	اگست 2005ء
15	عظمتِ قرآنِ کریم بزبان رسالتمآب ﷺ	ستمبر 2005ء
16	مسائلِ زکوٰۃ	اکتوبر 2005ء

17	علاماتِ قیامت	نومبر 2005ء
18	تحویلِ قبلہ	دسمبر 2005ء
19	اِنسانی عادات اور اللہ کا عذاب	جنوری 2006ء
20	مروان اور یزید ؟	فروری 2006ء
21	یزید حاکم تھا خلیفۂ راشد نہ تھا	مارچ 2006ء
22	یزید کے بارے میں اَکابر اہل سنت والجماعت کا مسلک	اپریل 2006ء
23	یزید کے متعلق سوالات اور اُن کے جوابات	مئی/ جون 2006ء
24	یزید اور شراب	جولائی/ اگست 2006ء
25	واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص	ستمبر تا دسمبر 2006ء
26	آغاز دَورِ فتن	جنوری تا مارچ 2007ء
27	محمود احمد عباسی کی تاریخی بددیانتی	اپریل 2007ء
28	منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور عباسی صاحب کی خیانتیں	مئی/ جون 2007ء
29	مکتوبِ گرامی بنام مولانا محمد نافع صاحب	جولائی 2007ء
30	حکیم فیض عالم صدیقی کی بے رَاہ روی (۸ قسطیں)	اگست 2007ء تا مارچ 2008ء
31	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اور حکیم نیاز احمد صاحب کا مغالطہ	اپریل 2008ء تا جولائی 2009ء

32	روزہ ...... تزکیۂ نفس	اگست 2009ء
33	بُرانہ مانیے اور غور کیجیے	ستمبر 2009ء
34	چند ضروری مسائل حج	اکتوبر 2009ء
35	صرف اِمام اَور منفرد ہی کا سورۂ فاتحہ پڑھنا اَور اُس کے دلائل	نومبر/دسمبر 2009ء
36	نوائے وقت کی بے وقت راگنی اَور مدنی رحمہ اللہ فارمولہ	جنوری 2010ء
37	قیامِ پاکستان اَور مسلمانانِ برِصغیر کے لیے علماءِ دیوبند کا بے داغ کردار	فروری تا مئی 2010ء
38	مدنی رحمہ اللہ فارمولا	جون/جولائی 2010ء
39	میرا عقیدہ حیات النبی ﷺ	اگست 2010ء
40	شہد کے فوائد	ستمبر 2010ء
41	کِتَابُ الطِّبْ	اکتوبر 2010ء
42	استفتاء قید و بند کوڑے اور جرمانے وغیرہ کے اِسلامی احکام	نومبر/دسمبر 2010ء
43	رجم کا بیان	جنوری تا مئی 2011ء
44	نفاذ شریعت کا سیدھا راستہ	جون تا اگست 2011ء
45	حدود وقصاص : عورت کی شہادت	ستمبر/اکتوبر 2011ء
46	مرد کی دیت کامل اور عورت کی نصف ہوگی	نومبر 2011ء
47	اِسلام کا اِقتصادی نظام.........سوالات وجوابات	دسمبر 2011ء
48	پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے اِقدامات	جنوری 2012ء
49	عام اِنتخابات سے متعلق سوالات وجوابات	فروری 2012ء
50	سوالات وجوابات	مارچ 2012ء

51	عالمی اَور ملکی حالات پر دُور اَندیش تبصرہ	اپریل 2012ء
52	خارجہ پالیسی اور مستقبل	مئی 2012ء
53	حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ	جون تا اگست 2012ء
54	اَلْمُحدث الکبیر	ستمبر 2012ء
55	شیخ التفسیر حضرت مولانا اَحمد علی صاحب لاہوریؒ	اَکتوبر 2012ء
56	اَرضِ دیوبند	نومبر 2012ء
57	دیوبند میں مسلمانوں کی آبادکاری اور فروغ	دسمبر 2012ء
58	خونی اِنقلاب ۱۸۵۷ء اور اہلِ دیوبند	جنوری 2013ء
59	محنت اور کسبِ حلال کی اہمیت	فروری 2013ء
60	عصرِ حاضر میں طریقِ اِجتہاد	مارچ 2013ء
61	جہاد کی اِبتداء، مقاصدِ جہاد اور اُس کی غایت ''جنگ'' اور ''جہاد'' میں فرق	اپریل 2013ء
62	سیکولر اِزم اور قادیانیت	مئی 2013ء
63	اَلْمُضَارَبَۃُ	جون 2013ء
64	چند عملیات اَور وظائف جو ہر آدمی کو کرتے رہنا چاہیے	جولائی 2013ء
65	مجاہدینِ اِسلام کے لیے خاص دُعائیں	اگست 2013ء
66	حضرت سیّد اَحمد شہید نور اللہ مرقدہٗ	ستمبر 2013ء
67	کیا اِنسان چاند پر پہنچ سکتا ہے ؟	اکتوبر/نومبر 2013ء
68	پاکستان میں آئینِ اِسلامی کا نفاذ اُس کا طریقہ ، اُس کے فوائد	دسمبر 2013ء

قسط : ۱

بسم اللہ کی اہمیت

﴿ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، سابق مہتمم دارُالعلوم دیوبند ﴾

✪ ✪ ✪

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم جتنے بھی اہم کام ہیں شریعتِ اِسلام نے اُن کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ بسم اللہ سے اِبتداء کی جائے جیسا کہ حدیث میں ہے : کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ اَقْطَعُ.

اور بعض روایات میں ہے کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ اَبْتَرُ.

اور بعض میں یہ بھی ہے کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَھُوَ اَبْتَرُ.

یہ مختلف صیغے اَحادیث میں آتے ہیں، بعض نے اِس کا یہ مطلب سمجھا کہ ذکر اللہ سے اِبتداء ہونی چاہیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو یا کوئی اور ذکر ہو غرض اللہ کے نام سے اِبتداء ہو تو وہ کام بابرکت ہوگا لیکن جب روایات میں بسم اللہ کی صراحت موجود ہو تو بسم اللہ کی تخصیص زیادہ اَولیٰ ہوگی۔ بات تو یہی ہے کہ کوئی اہم کام جو زندگی میں اہم سمجھا جاتا ہے وہ بسم اللہ کے بغیر نہ ہونا چاہیے۔

عملی صورت شریعت نے اِس کی مختلف پیش کی ہے مثلاً حدیث میں ہے کہ جس کھانے کی اِبتداء بِسْمِ اللّٰہِ سے کی جائے اور اُس کی اِنتہاء اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا پر ہو غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ یعنی اُس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

بہرحال مغفرت کا وعدہ ہے بسم اللہ کی فضیلت کے لیے صرف یہی ایک حدیث بہت کافی ہے۔ کھانا کھانے، لباس پہننے کے وقت اِسی طرح ہر کام شروع کرنے کے وقت شریعت کا یہی حکم ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو، اِس کے علاوہ اور بھی بہت سی دُوسری دُعائیں آئی ہیں جن کے پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں آیا ہے مثلاً کوئی گھر سے باہر نکلے تو اُس کو حکم ہے کہ یہ دُعا پڑھے :

بِسْمِ اللّٰهِ آمَنَّا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ صَاحِبٍ يُّؤْذِيْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ يُّلْهِيْنِیْ.وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِیْ. وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِیْ.

''اللہ ہی کے نام سے نکلتا ہوں اُسی پر اِیمان لاتا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں کوئی برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر اللہ کی توفیق و مدد سے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر ایسی اُمید سے جو مجھے برباد کردے اور پناہ چاہتا ہوں تیری ہر ایسے فقر سے جو مجھے بھلادے اور پناہ چاہتا ہوں تیری ہر ایسی مالداری سے جو مجھے سرکش بنادے۔''

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ يُبْدَاْ بِبِسْمِ اللّٰهِ ایک اُصول ہے۔ اِس اُصول کے تحت اَمر یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلو تو بسم اللہ پڑھو، جب اِن اُمور میں بھی بسم اللہ کا حکم ہے تو ظاہر بات ہے جو کام ضروری اور اہم ہوں گے اُن میں بسم اللہ سے شروع کرنا اَولیٰ ہوگا اور اِس کے بغیر برکت نہیں ہوگی اِس لیے فَهُوَ اَقْطَعُ فرمایا گیا، یہ کام مَقْطُوْعُ الْبَرَكَةِ ہوجائے گا۔

اِس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ بسم اللہ نہیں پڑھتے اور کام ہوجاتا ہے تو اُن کو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک ہے دُنیوی کاموں کی تکمیل، یہ بسم اللہ پر موقوف نہیں ہے۔اور ایک ہے آخرت کی برکت تو عنداللہ اِس کا مقبول ہونا اور اُس پر ثواب مِلنا یہ بغیر بسم اللہ کے نہیں ہے۔

شریعت کا موضوع اَوّلاً آخرت کے لیے کام کرنا ہے باقی دُنیوی معاملات تو اِس کے تابع ہیں لہٰذا اگر دُنیاوی کام بغیر بسم اللہ کے مکمل ہوجائے تو ضروری نہیں ہے کہ آخرت میں وہ مقبول بھی ہوجائے اور اُس پر اِس کو اَجر و ثواب بھی ملے جیسے بعض اَفعالِ حسی ایسے ہیں کہ بغیر بسم اللہ کے اگر وہ کیے جائیں تو شریعت نے اُن پر بھی ثمرات مرتب کیے ہیں لیکن وہ ثواب کا مستحق بھی بنے یہ ضروری نہیں ہے مثلاً ایک شخص نے بلانیت کے وضو کرلیا تو وہ مفتاح الصلوة بن جائے گا اور نماز ہوجائے گی لیکن وضو کے عمل پر جس خیر و برکت کا شریعت نے وعدہ کیا ہے وہ اُس کو نہیں ملے گا۔

ایک تو ہے دُنیا میں کسی کام کا مفتاح بن جانا اور کام ہو جانا اور ایک ہے عنداللہ قبول ہونا۔ تو شریعت کا مقصد یہ ہے کہ وہ عنداللہ مقبول بنے۔ دُنیا میں اگر کامیابی ہوجائے تو ہو جائے مگر آخرت کی کامیابی بغیر بسم اللہ کے نہیں ہوگی تو یہاں فَھُوَ اَقْطَعُ کا معنی مَقْطُوْعُ الْبَرَکَۃِ کے ہیں مَقْطُوْعُ الثَّمَرَۃِ کے نہیں ہیں کہ کوئی ثمرہ ہی مرتب نہ ہو بلکہ کبھی ثمرات بھی مرتب ہو جاتے ہیں جیسے بغیر نیت کے وضو کا مفتاح الصلوۃ بن جانا یا غسلِ جنابت کا بلا نیت کے نماز کے لیے مفتاح بن جانا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دُنیوی عمل پر ثمرہ مرتب فرمایا ہے لیکن وضو اور غسل کا جو ثواب ہے وہ مرتب نہ ہوگا کیونکہ اِس کے لیے نیت شرط ہے، اِس سے دھوکہ نہ کھایا جائے کہ بہت سے ہمارے کام بغیر بسم اللہ کے ہو جاتے ہیں وہ کام دُنیا کی حیثیت سے ہیں، آخرت میں اِن پر کوئی ثمر مرتب نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فضائل :

بعض علماء فرماتے ہیں کہ پورے قرآنِ کریم کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں ہے اور پوری سورۂ فاتحہ کا خلاصہ (نچوڑ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے گویا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نے پورے قرآنِ کریم کو اپنے اَندر سمو لیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اُتری تو بادل مشرق کی طرف ہٹ گئے، ہوا رُک گئی، دریا پرسکون ہو گیا، جانوروں نے کان لگا لیے، شیطان پر آسمان سے آگ کے اَنگارے برسے اور حق تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیا جائے گا اُس میں ضرور برکت ہوگی۔ (دُرِ منثور ج ۱ ص ۹ ۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۲)

حضرت اِبنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ پر جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے تو سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے تھے۔ (دُرِ منثور ۱/ ۷)

اِس لیے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں : (۱) ''اللہ'' جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے (۲) ''رحمٰن'' (۳) ''رحیم'' یہ اللہ تعالیٰ کے دو صفاتی نام ہیں۔

لفظ ''اللہ'' ہر کام کے حاصل ہونے (اور شروع ہونے) پر دَلالت کرتا ہے اور لفظ ''رحمٰن'' اُس کام کے باقی رہنے پر دَلالت کرتا ہے اور لفظ ''رحیم'' اُس کا فائدہ حاصل ہونے پر دَلالت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تمام کاموں پر اللہ کی مہر ہے کہ جو کام بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا جائے گا اُس کام میں شروع سے آخر تک برکت ہوگی اِسی لیے آپ ﷺ ہر کام کے شروع میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھتے تھے۔

حضورِ اَکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع کیا جائے گا وہ اَدھورہ رہے گا یعنی اُس کام میں خیر و برکت نہیں ہوگی۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ گھر کا دَروازہ بند کرو یا چراغ (لائٹ) بجھاؤ تب بسم اللہ پڑھو، کھانے سے پہلے، پانی پینے سے پہلے، سواری پر سوار ہونے کے وقت، سواری سے اُترنے کے وقت بسم اللہ پڑھو۔ بسم اللہ پڑھنے کی تاکید حدیثوں میں بہت زیادہ آئی ہے۔ (معارف القرآن) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک ایسی برکت والی دُعا ہے جو مٹی کو بھی سونا بنادیتی ہے۔

اِسلام کی خوبی :

اِسلام ایک آسان اور بہترین شریعت ہے اِس میں محنت کم اور مزدوری زیادہ، عمل کم اور ثواب زیادہ ہے۔ اِسلام نے ایک کیمیا اور عمدہ نسخہ بتایا ہے کہ اِس سے دُنیا کا کام بھی دین بن جاتا ہے اور دُنیا کے کاموں میں مشغول رہتے ہوئے بھی اللہ کی بندگی اور عبادت کرنے والوں میں اِس کا شمار ہوتا ہے اِس لیے اِسلام اور رسولِ اَکرم ﷺ نے ایسی بہت سی چھوٹی چھوٹی مگر نفع سے بھرپور دُعائیں بتائی ہیں کہ اُن کے پڑھنے سے دُنیا کا کوئی کام نہیں اَٹکتا ہے نہ بگڑتا ہے اور اُن کے پڑھنے پر کوئی محنت نہیں پڑتی اِس لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ہر کام کے کرنے کی ہدایت کی ہے تاکہ قدم قدم پر مسلمان کی زندگی کا رُخ اللہ کی طرف پھر جائے اور ہر لمحہ اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کرتا رہے گویا (زبانِ حال سے) یہ کہتا ہے کہ میرا چھوٹا بڑا ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

اِس طرح اِنسان کی ہر نقل و حرکت، اُس کی معاشرتی زندگی اور دُنیا کے کام بھی بسم اللہ کی برکت سے عبادت بن گئے اور ساتھ ہی ساتھ شیطان سے دُور ہو کر رحمٰن کے ساتھ ہو گیا۔ اَندازہ لگائیے بسم اللہ پڑھنے کے کتنے فائدے ہیں کہ دُنیا کے ہر کام بھی عبادت بن گئے۔

اِن کے علاوہ حضور اَکرم ﷺ نے بسم اللہ کی بہت سی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ اَب ہم اِس سے فائدہ نہ اُٹھائیں تو ہم سے زیادہ محروم کون ہوگا ؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ قرآنِ پاک کی ایک آیت سے غافل اور بے خبر ہیں جو میرے اور سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) کے علاوہ کسی پر نازل نہیں ہوئی اور وہ آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ (دُرِ منثور ج ۱ ص ۲)

اللہ تعالیٰ کو تین ہزار ناموں سے یاد کرنا :

علامہ سیّد اِسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں، ایک ہزار نام فرشتوں کو بتائے اور ایک ہزار نام اَنبیاء علیہم السلام کو بتائے ہیں، تین سو نام تورات میں نازل کیے ہیں اور تین سو نام زبور میں نازل کیے ہیں اور تین سو نام اِنجیل میں نازل کیے اور ننانوے نام قرآنِ کریم میں نازل فرمائے ہیں اور ایک نام اپنے پاس محفوظ رکھا ہے وہ کسی کو نہیں بتایا ہے پھر اِن تمام ناموں کے معنٰی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے تین لفظوں اللہ، رحمٰن اور رحیم میں سمو دیا ہے تو جس شخص نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اُس نے اللہ تعالیٰ کو تین ہزار ناموں کے ساتھ یاد کر لیا (تفسیر رُوح البیان)۔ (جاری ہے)

قسط : ۱

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

ہر مسلمان کے لیے اِسلامی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت اور دین سیکھنے کی فضیلت :

بھائیو ! اِتنی بات تو آپ سب جانتے ہوں گے کہ اِسلام کسی قوم اور ذات برادری کا نام نہیں ہے کہ اِس میں پیدا ہوانے والا ہر آدمی اپنے آپ مسلمان ہو اور مسلمان بننے کے لیے اِس کو کچھ کرنا نہ پڑے جس طرح شیخ یا سیّد خاندان میں پیدا ہونے والا ہر بچہ خود بخود شیخ یا سیّد ہو جاتا ہے اور اُس کو شیخ یا سیّد بننے کے لیے کچھ کرنا نہیں پڑتا بلکہ اِسلام نام ہے اُس دین کا اور اُس طریقہ پر زندگی گزارنے کا جو اللہ کے سچے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اور جو قرآن شریف میں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں میں بتلایا گیا ہے۔ پس جو کوئی اِس دین کو اِختیار کرے اور اُس طریقے پر چلے وہی اصلی مسلمان ہے۔ اور جو لوگ نہ اِس دین کو جانتے ہیں اور نہ اُس پر چلتے ہیں وہ اصلی مسلمان نہیں ہیں پس معلوم ہوا کہ اصلی مسلمان بننے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے۔

(۱) ایک یہ کہ ہم دینِ اِسلام کو جانیں اور کم اَز کم اُس کی ضروری اور بنیادی باتوں کا ہمیں علم ہو۔

(۲) دُوسرے یہ کہ ہم اُن کو مانیں اور اُن کے مطابق چلنے کا فیصلہ کریں اِسی کا نام اِسلام ہے اور مسلمان ہونے کا یہی مطلب ہے۔

پس اِسلام کا علم حاصل کرنا (یعنی دین کی ضروری باتوں کا جاننا) مسلمان ہونے کی سب سے پہلی شرط ہے اِسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (اِبن ماجہ وبیہقی) یعنی علم دین حاصل کرنے کی کوشش اور طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ دین میں جو چیز فرض ہے اُس کا ذکر کرنا عبادت ہے اِس لیے دین سیکھنا اور دینی باتیں جاننے کی کوشش کرنا بھی عبادت ہے اور اللہ کے یہاں اِس کا بہت بڑا ثواب ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اِس کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ :

''جو شخص دین سیکھنے کے لیے گھر سے نکلے وہ جب تک اپنے گھر واپس نہ آئے وہ اللہ کے راستہ میں ہے۔'' (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

''جو شخص دین کی طلب میں اور دین کی باتیں سیکھنے کے لیے کسی راستے پر چلے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔'' (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

''علم دین کی طلب اور اُس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے یعنی اُس آدمی کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (ترمذی)

اَلغرض دین کا سیکھنا اور اِسلام کی ضروری ضروری باتوں کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے وہ اَمیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بوڑھا، پڑھا لکھا ہو یا اَن پڑھ، مرد ہو یا عورت۔

اور اُوپر کی حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اِس کام میں جو وقت لگتا ہے اور اِس کے لیے جو محنت کرنی پڑتی ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اِس کا بہت بڑا اَجر اور ثواب ملنے والا ہے اِس لیے ہم سب کو طے کر لینا چاہیے کہ ہم دین سیکھنے کی اور اِسلام کی ضروری ضروری باتوں کا علم حاصل کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔

جو مسلمان بھائی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کام کاج کی مشغولیت کی وجہ سے کسی اِسلامی مدرسہ میں داخل ہو کر اور باقاعدہ اُس کے طالب علم بن کر دین کا علم حاصل نہیں کر سکتے، اُن کے لیے دین سیکھنے اور دین کی ضروری باتیں معلوم کرنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے ہیں تو دین کی

معتبر کتابیں دیکھا کریں اور جو پڑھے لکھے نہیں ہیں یا بہت کم پڑھے ہیں وہ اچھے پڑھے لکھوں سے ایسی کتابیں پڑھوا کر سنا کریں۔ اگر گھروں میں، بیٹھکوں میں، مجمعوں میں اور مسجدوں میں ایسی کتابیں پڑھنے اور سننے سنانے کا رواج ہو جائے تو ہر طبقہ کے مسلمانوں میں دین کا علم عام ہوسکتا ہے۔

یہ چھوٹی سی کتاب خاص اِسی غرض سے اور اِسی مقصد کے لیے لکھی گئی ہے اِس میں دین کی وہ تمام ضروری باتیں اور رسول اللہ ﷺ کی وہ ہدایتیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہونی چاہئیں، بہت آسان زبان میں لکھی گئی ہیں۔

آیئے اِن باتوں کو خود سیکھیں اور دُوسروں کو سکھلائیں اور بتلائیں اور دُنیا میں اِن اِسلامی باتوں کو رواج دینے اور پھیلانے کی کوشش کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ :

''جو شخص دین کو سیکھنے اور جاننے کی اِس لیے کوشش کرے کہ اِس کے ذریعے وہ اِسلام کو زندہ کرے (یعنی دُوسروں میں اِس کو پھیلائے اور لوگوں کو اِس کے مطابق چلائے) اور اِسی اَثناء میں اُس کو موت آجائے تو آخرت میں وہ پیغمبروں کے اِس قدر قریب ہوگا کہ اُس کے اور پیغمبروں کے دَرمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ خود دین سیکھیں، دُوسروں کو سکھائیں خود دین پر چلیں اور اللہ کے دُوسرے بندوں کو بھی اِس پر چلانے کی کوشش کریں۔

پہلا سبق : کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں) اور محمد ﷺ اُس کے رسول ہیں۔''

بھائیو! یہی کلمہ اِسلام کا دروازہ اور دین و اِیمان کی جڑ اور بنیاد ہے۔ اِس کو قبول کر کے اور

اِعتقاد کے ساتھ پڑھ کے عمر بھر کا کافر اور مشرک بھی مومن اور مسلمان اور نجات کا مستحق ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اِس کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی رسالت کا جو اِقرار ہے اُس کو اُس نے سمجھ کر مانا اور قبول کیا ہو، پس اگر کوئی شخص توحید و رسالت کو بالکل بھی نہ سمجھا ہو اور بغیر معنی مطلب کے سمجھے اُس نے یہ کلمہ پڑھ لیا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن اور مسلمان نہ ہوگا لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اِس کلمہ کے معنی اور مطلب کو سمجھیں۔ اِس کلمہ کے دو جز ہیں :

ہمارے کلمہ کا پہلا جز ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ :

اِس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اِقرار ہے اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو۔ بس اللہ تعالیٰ ہی کی ایک اکیلی ایسی ہستی ہے جو عبادت اور بندگی کے قابل ہے کیونکہ وہی ہمارا اور سب کا خالق اور مالک ہے، وہی پالنے والا اور روزی دینے والا ہے، وہی مارنے والا اور جلانے والا ہے، بیماری اور تندرستی، اَمیری اور غریبی اور ہر طرح کا بناؤ بگاڑ اور نفع اور نقصان صرف اُسی کے قبضہ ٔقدرت میں ہے۔ اور اِس کے سوا زمین و آسمان میں جو ہستیاں ہیں خواہ اِنسان ہوں یا فرشتے سب اُس کے بندے اور اُس کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اُس کی تخلیق میں کوئی اُس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے اور نہ ہی اُس کے حکموں میں اُلٹ پلٹ کا کسی کو اِختیار ہے اور نہ ہی اُس کے کاموں میں دخل دینے کی کسی کو مجال ہے لہٰذا بس وہی صرف وہی اِس لائق ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے اور اُسی سے لو لگائی جائے اور مشکلوں اور مصیبتوں اور اپنی تمام حاجتوں میں گڑ گڑا کر اُسی سے دُعا اور اِلتجا کی جائے۔

اور وہی حقیقی مالک الملک اور اَحکم الحاکمین ہے یعنی ساری دُنیا کا بادشاہ ہے اور سب حاکموں سے بالا تر اور بڑا حاکم ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اُس کے ہر حکم کو مانا جائے اور پوری وفاداری کے ساتھ اُس کے حکموں پر چلا جائے اور اُس کے حکم کے مقابلہ میں کسی دُوسرے کا کوئی حکم ہرگز نہ مانا جائے خواہ وہ کوئی ہو، یا حاکم ِ وقت ہو، اگرچہ اپنا باپ ہی ہو، یا برادری کا چوہدری ہو، یا کوئی پیارا دوست ہو، یا خود

اپنے دِل کی خواہش اور اپنے جی کی چاہت ہو، اَلغرض جب ہم نے مان لیا اور جان لیا کہ بس ایک اللہ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے اور ہم صرف اُسی کے بندے ہیں تو چاہیے کہ ہمارا عمل بھی اُسی کے مطابق ہو اور دُنیا کے لوگ ہمیں دیکھ کر سمجھ لیا کریں کہ یہ صرف اللہ کے بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہیں اور اللہ ہی کے لیے جیتے اور مرتے ہیں۔ اَلغرض

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... ہمارا اِقرار اور اعلان ہو۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... ہمارا اِعتقاد اور اِیمان ہو۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... ہمارا عمل اور ہماری شان ہو۔

بھائیو! یہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دین کی بنیاد کی پہلی اِینٹ اور سارے نبیوں کا سب سے اہم اور اَوّل سبق ہے اور دین کی تمام باتوں میں اِس کا درجہ سب سے اُونچا ہے۔ حضور ﷺ کی مشہور حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا :

''اِیمان کے ستر (۷۰) سے بھی اُوپر شعبے ہیں اور اُن میں سے سب سے اَفضل اور اعلیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل ہونا ہے۔'' (بخاری شریف)

اِسی لیے ذکروں میں سب سے اَفضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر ہے چنانچہ ایک دُوسری حدیث میں ہے : اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تمام ذکروں میں اَفضل و اعلیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ :

''اے موسیٰ ! اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ اِن میں ہے ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دُوسرے پلڑے میں تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پلڑا ہی بھاری رہے گا۔'' (شرح السنہ)

بھائیو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں یہ فضیلت اور وزن اِسی لیے ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد و اِقرار ہے یعنی صرف اُسی کی عبادت و بندگی کرنے اور اُسی کے حکموں پر چلنے اور اُسی کو اپنا مقصود

ومطلوب بنانے اور اُسی سے لولگانے کا فیصلہ اور معاہدہ ہے اور یہی تو اِیمان و اِسلام کی رُوح ہے اور اِسی واسطے حضور ﷺ کا مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اِس کلمہ کو بار بار پڑھ کے اپنا اِیمان تازہ کیا کریں، بہت مشہور حدیث ہے کہ ایک دِن حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''لوگو اپنے اِیمانوں کو تازہ کرتے رہا کرو۔'' بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم کس طرح اپنے اِیمانوں کو تازہ کیا کریں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کثرت سے پڑھا کرو۔ (مسندِ اَحمد۔ جمع الفوائد)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے پڑھنے سے اِیمان کے تازہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی صرف اُسی کی عبادت و بندگی اور سب سے زیادہ اُسی کی فدائیت اور محبت اور اُسی کی اِطاعت کا عہد اور اِقرار ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ہی تو اِیمان کی رُوح ہے پس ہم جتنا بھی سمجھ کے اور دھیان کے ساتھ اِس کلمہ کو پڑھیں گے یقینًا اُتنا ہی ہمارا اِیمان تازہ اور ہمارا عہد پختہ ہوگا اور اِنشاء اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر ہمارا عمل اور ہمارا حال ہوجائے گا۔

پس بھائیو ! طے کرلو کہ حضور اَکرم ﷺ کے حکم اور اِرشاد کے مطابق ہم اِس کلمہ کو دھیان کے ساتھ اور سچے دِل سے کثرت کے ساتھ پڑھا کریں گے تاکہ ہمارا اِیمان تازہ ہوتا رہے اور ہماری زندگی پوری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے سانچے میں ڈھل جائے، یہاں تک کلمہ شریف کے صرف پہلے جز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا بیان ہوا ہے۔

ہمارے کلمہ کا دُوسرا جز ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ :

اِس میں حضرت محمد ﷺ کے رسولِ خدا ہونے کا اِقرار اور اِعلان ہے حضور ﷺ کے رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دُنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا اور آپ ﷺ نے جو کچھ بتلایا اور جو خبریں دیں وہ سب صحیح اور بالکل حق ہیں مثلاً قرآنِ مجید کا خدا کی طرف سے ہونا، فرشتوں کا ہونا اور قیامت کا آنا، قیامت کے بعد مُردوں کو پھر سے زندہ کیا جانا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ میں جانا، وغیرہ وغیرہ۔

اَلغرض حضور ﷺ کے رسولِ خدا ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ نے جو باتیں اِس طرح کی دُنیا کو بتلائی ہیں وہ خدا کی طرف سے خاص اور یقینی علم حاصل کر کے بتلائی ہیں اور وہ سب بالکل حق اور صحیح ہیں جن میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور اِسی طرح آپ نے لوگوں کو جو ہدایتیں کیں اور جو اَحکام دیے وہ سب دَراصل خدا کی ہدایات اور خدائی اَحکام ہیں اور آپ ﷺ پر وحی کیے گئے تھے۔ اِسی سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ کسی کو رسول ماننے سے خود بخود ہی یہ لازم آجاتا ہے کہ اُس کی ہر ہدایت اور ہر حکم کو مانا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا رسول اِسی واسطے بناتا ہے کہ اُس کے ذریعے اپنے بندوں کو وہ اَحکام بھیجے جن پر وہ بندوں کو چلانا چاہتا ہے قرآنِ شریف میں فرمایا گیا ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی اور ہم نے ہر رسول کو اِسی لیے بھیجا کہ ہمارے فرمان سے اُس کی اِطاعت کی جائے یعنی اُس کے حکموں کو مانا جائے۔

اَلغرض رسول پر اِیمان لانے اور اُس کو رسول ماننے کا مقصد ومطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اُس کی ہر بات کو بالکل حق مانا جائے، اُس کی تعلیم و ہدایت کو اللہ کی تعلیم وہدایت سمجھا جائے اور اُس کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔ پس اگر کوئی شخص کلمہ تو پڑھتا ہے مگر اپنے متعلق اُس نے یہ طے نہ کیا ہو کہ میں حضور ﷺ کی بتلائی ہوئی ہر بات کو بالکل حق اور اُس کے خلاف تمام باتوں کو غلط جانوں گا اور اُن کی شریعت اور اُن کے حکموں پر چلوں گا تو وہ آدمی دراصل مومن اور مسلمان ہی نہیں ہے اور شاید اُس نے مسلمان ہونے کا مطلب ہی نہیں سمجھا ہے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ جب ہم نے کلمہ پڑھ کے حضور ﷺ کو خدا کا برحق رسول مان لیا تو ہمارے لیے ضروری ہو گیا کہ اُن کے حکموں پر چلیں اور اُن کی سب باتیں مانیں اور اُن کی لائی ہوئی شریعت پر پورا عمل کریں۔ کلمہ شریف دراصل ایک عہد اور اِقرار ہے۔

کلمہ شریف کے دونوں جز (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کے مطلب کی جو تشریح اور وضاحت اُوپر کی گئی ہے اِس سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ یہ کلمہ دراصل ایک اِقرار نامہ اور ایک عہد نامہ ہے اِس بات کا کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کو خدائے برحق اور معبودِ مالک مانتا ہوں اور دُنیا و آخرت

کی ہر چیز کو میں صرف اُسی کے قبضہ و اِختیار میں سمجھتا ہوں لہٰذا میں اُس کی اور صرف اُسی کی عبادت اور بندگی کروں گا اور بندہ کو جس طرح اپنے مولا و آقا کے حکموں پر چلنا چاہیے اُسی طرح میں اُس کے حکموں پر چلوں گا اور ہر چیز سے زیادہ میں اُس سے محبت اور تعلق رکھوں گا اور حضرت محمد ﷺ کو میں اللہ کا برحق رسول تسلیم کرتا ہوں۔ اب میں ایک اُمتی کی طرح اُن کی اِطاعت و پیروی کروں گا اور اُن کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتا رہوں گا، دراصل اِسی عہد و اِقرار کا نام اِیمان ہے اور توحید و رسالت کی شہادت دینے کا بھی یہی مقصد و مطلب ہے۔

لہٰذا کلمہ پڑھنے والے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے کو اِس عہد و شہادت کا پابند سمجھے اور اُس کی زندگی اُسی کے اصول کے مطابق گزرے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک سچا مومن و مسلم ہو اور نجات و جنت کا حق دار ہو۔ ایسے خوش نصیبوں کے لیے بڑی بشارتیں آئی ہیں جو کلمہ شریف کے اِن دونوں جز (توحید و رسالت) کو سچے دِل سے قبول کریں اور دِل و زبان اور عمل سے اِس کی شہادت دیں۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا : جو کوئی سچے دِل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دے تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ ایسے شخص پر حرام کردی ہے۔ (بخاری و مسلم)

بھائیو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حقیقت اور اُس کے وزن کو خوب سمجھ کے دِل و زبان سے اِس کی شہادت دو اور فیصلہ کرلو کہ اپنی زندگی اِس شہادت کے مطابق گزاریں گے تاکہ ہماری شہادت جھوٹی نہ ٹھہرے کیونکہ اِس شہادت ہی پر ہمارے اِیمان و اِسلام کا اور ہماری نجات کا دار و مدار ہے پس چاہیے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا پکا اِعتقاد و اِیمان ہو ! ہمارا اِقرار و اِعلان ہو ! ہماری زندگی کا اصول اور پوری دُنیا کے لیے ہمارا پیغام ہو ! (جاری ہے)

قسط : ۱

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ !

حضرت شیخ الہند محمود الحسن نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے زوال کے دو سبب ہیں : ایک باہمی اِختلافات میں مبتلا ہونا اور دُوسرا قرآنِ پاک سے دُور ہونا۔ جب تک مسلمان اِختلافات ترک نہیں کریں گے اور قرآنِ پاک کے قرب کی سعادت حاصل نہیں کریں گے اُس وقت تک یہ زوال کی ذلت سے چھٹکارا نہیں پاسکیں گے۔

شیخ مصطفٰی وہبہ کی کتاب ''قصص القرآن للاطفال'' کا اُردو ترجمہ ''پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے'' میں اِس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے دِل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت اور بڑائی کو راسخ کریں تاکہ وہ جب بڑے ہوں تو کتاب اللہ کو تھامنے والے ہوں حضرت مولانا اِلیاس صاحبؒ بانی تبلیغی جماعت کے خاندان کی عورتیں رات اپنے بچوں کو اِمام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سیّد اَحمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اَکابرین کے واقعات، کارنامے سنایا کرتی تھیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام بنی نوعِ اِنسان کے لیے قرآنِ کریم کو سرچشمہ ہدایت بنا کر نازل فرمایا اور طبقہ اِنسانی کے متنوع اَذہان کو سامنے رکھ کر قرآنِ کریم میں

مختلف اَسالیب بیان اِختیار فرمائے، کہیں گرد و پیش میں موجود روز مرہ نظر آنے والے مناظر میں غور وفکر کی دعوت ہے تو کہیں اپنی ذات اور وجود میں دعوتِ نظارہ ہے، کہیں توحید باری تعالیٰ کے دلائل وضرورت اور اَحکام و مسائل کا بیان ہے تو کہیں آخرت کے اَحوال، میدانِ حشر اور جنت و جہنم کے تفصیلی اَحوال موجود ہیں۔ اِسی طرح قرآنِ کریم میں اَنبیائے سابقین اور اُممِ سابقہ کے قصص وواقعات بھی جابجا مذکور ہیں تاکہ چشمِ عبرت کے لیے سرمہ بصیرت بنیں اور اِنسان اُن میں نہاں دروس کی روشنی میں اپنی زندگی کے لیے صراطِ مستقیم کا تعین کرے۔

قرآنِ کریم میں مذکور اِن قصص وواقعات کو الشیخ مصطفٰی وہبہ نے بڑے سہل اَنداز میں بچوں کے لیے تحریر کیا ہے۔ مصنف نے بچوں کے ذہن کے پیشِ نظر کتاب کا اَندازِ بیان بہت سادہ رکھا ہے کہ قصص کا تسلسل بھی باقی رہے اور بچوں کے ذہن میں بات بھی بیٹھتی چلی جائے نیز اِن قصص سے حاصل ہونے والے دروس کو بھی ضمناً اِس خوبصورت اَنداز میں بیان فرمایا ہے کہ قصہ کی چاشنی بھی برقرار رہتی ہے اور حاصل ہونے والا سبق بھی اِنسان کو ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

بچوں کا ذہن چونکہ معاصی کی آلائشوں سے پاک اور گناہوں کے جراثیم سے محفوظ ہوتا ہے لہٰذا بچوں کے سامنے جو بات بھی پیش کی جائے وہ اُن کے ذہن میں مرتسم اور کالنفش فی الحجر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بچوں کو جھوٹی کہانیاں سنانے کے بجائے قرآنِ کریم میں مذکور اَزلی اور اَبدی صداقت کے ترجمان، یہ قصص سنائیں تاکہ بچوں کے ذہن میں بچپن سے ہی پاکیزہ اور مثبت سوچ پیدا ہو سکے اور فکری تربیت کی خشتِ اَوّل صحیح بنیادوں پر رکھی جا سکے۔

خلقتِ آدم علیہ السلام

پیارے بچو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور فرشتوں کی مخلوق پیدا فرمائی جو اللہ کی تسبیح وتحمید اور عبادت میں مصروف رہتی ہے ﴿لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾ ''وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے اُن کو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُن کو حکم ہو۔''

پھر جنات کی ایک ناری مخلوق پیدا فرمائی جس میں شریف و شریر اور مومن و کافر ہر قسم کے جنات ہیں۔ اِبلیس ملعون بھی اُس مخلوق کا ایک فرد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سب چیزیں چھ دنوں میں پیدا فرمائی ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں بھی مذکور ہے لیکن اُن دِنوں کی مقدار کیا تھی ؟ اِس کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے۔ وہ دِن ہمارے دِنوں کی طرح چوبیس گھنٹوں کے نہیں تھے، ہمارا دِن تو چوبیس گھنٹوں کا اِس لیے ہوتا ہے کہ زمین چوبیس گھنٹوں میں سورج کے گرد اپنے مدار میں اپنے محور کا چکر پورا کرتی ہے لیکن حق تعالیٰ کا دِن ہوسکتا ہے ہمارے اِس حساب سے ہزاروں سال یا سینکڑوں صدیوں کا ہو، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والے ہیں۔

آسمان و زمین کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش کو اپنی رحمتوں کی قرار گاہ مقرر فرمایا پھر کُل کائنات اُس کے سامنے جھک گئی اور ہر چیز اُس کے لیے سجدہ ریز ہوگئی پھر مشیت اِیزدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی طرف متوجہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مخاطب فرمایا۔

﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ (سورة البقرہ : ۳۰)

''میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔''

ملائکہ نے زمین پر نظر دوڑائی اور اللہ کی مخلوق کو دیکھا جو اُس نے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا فرمائی تھیں کہ اُنہوں نے زمین میں فساد پھیلا رکھا ہے اور ایک دُوسرے کے قتل کے دَرپے ہیں جبکہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں مصروف رہتے ہیں چنانچہ اُنہوں نے اِس کی حکمت وحقیقت جاننے

کے لیے یوں سوال کیا۔

﴿ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ﴾(سُورہ البقرہ : ۱۰)

''کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اُس کو جو فساد پیدا کرے اِس میں اور خون بہائے اور ہم پڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔''

اللہ تعالیٰ نے جواب اِرشاد فرمایا :

﴿ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۳۰)

''بے شک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔''

سو فرشتوں نے مشیتِ الٰہیہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا پھر اللہ نے اُن سے فرمایا :

﴿ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴾ (سُورۃ ص : ۷۱ و ۷۲)

''میں بناتا ہوں ایک اِنسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اُس میں ایک اپنی جان تو تم گر پڑو اُس کے آگے سجدہ میں۔''

اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے زمین کی مٹی اُٹھائی اور اُس میں پانی ملایا تو وہ کھنکھناتی مٹی کی طرح ہوگئی پھر اُس سے اللہ نے ایک جسم تشکیل دیا اور اُس میں رُوح پھونکی جس سے پورے جسم میں زندگی کی لہر دوڑ گئی، یوں حضرت آدم علیہ السلام کو وجود مِلا۔ جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا تو حکمِ اِلٰہی کے مطابق آپ نے سامنے سجدہ میں گر گئے لیکن فرشتوں کا یہ سجدہ، سجدۂ عبادت نہیں تھا بلکہ سجدۂ تعظیمی تھا، تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن اِبلیس نے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سے فرمایا :

﴿ یَا اِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ﴾ (سُورۃ ص : ۷۵)

''اے ابلیس ! کس چیز نے روک دیا ہے تجھ کو کہ سجدہ کرے اُس کو جس کو میں نے

بنایا اپنے دونوں ہاتھ سے۔''

اِبلیس نے جواب دیا :

﴿ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴾ (سُورہ ص :۷۶)

''میں بہتر ہوں اِس سے، مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اِس کو بنایا مٹی سے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ، وَاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ﴾ [1]

''پس نکل تو یہاں سے کہ تو مردُود ہوا، اور تجھ پر میری پھٹکار ہے جزا کے دِن تک۔''

اِبلیس ملعون اللہ کی رحمت سے دُھتکارا ہوا نکل گیا۔ اُس کے دِل میں حضرت آدم علیہ السلام کے خلاف شدید کینہ بھرا ہوا تھا چنانچہ اُس نے پختہ اِرادہ کرلیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو بہکائے گا اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اُس کے اَحکام کی مخالفت پر اُبھارے گا۔ اُس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام اپنی ذات اور اِردگرد کی چیزوں سے بے خبر تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی حقیقت، آپ کی تخلیق کی حکمت اور آپ کی تعظیم وتکریم کے راز سے باخبر فرمایا : ﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۳۱) ''اور سکھلا دیے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چیزوں کی طرف اِشارہ کر کے اُن کے نام سمجھائے کہ یہ چڑیا ہے، یہ کوا ہے، یہ درخت ہے، یہ پہاڑ ہے، یہ درندہ ہے، یہ پانی ہے اور یہ ہدہد ہے۔ سب کے سب نام اِسی طرح اِشارہ کر کے آپ کو بتلا دیے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اَشیاء کے نام سکھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے وہ چیزیں پیش کی اور اُنہیں فرمایا : ﴿ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ ﴾ [2] ''بتا مجھ کو نام اِن کے۔''

فرشتوں نے اِن چیزوں کو دیکھا لیکن چونکہ وہ اِن کے نام نہیں جانتے تھے اِس لیے اپنی لاعلمی کا اِعتراف کرتے ہوئے کہنے لگے :

[1] سُورہ ص ۷۷ تا ۷۸ [2] سُورۃ البقرہ : ۳۱

﴿ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾ [۱]

''پاک ہے تو، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا۔ بے شک تو ہی اَصل جاننے والا حکمت والا ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا :

﴿ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۳۳)

''اے آدم ! بتادے فرشتوں کو اِن چیزوں کے نام۔''

تو حضرت آدم علیہ السلام نے اِن چیزوں کے نام بتادیے جو اللہ نے فرشتوں کے سامنے پیش کی تھیں بلکہ اُن دیگر چیزوں کے نام بھی بتادیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائے تھے اِس کے بعد اللہ نے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اَنیس، جنت کی ساتھی اور آپ کی شریکِ حیات کی حیثیت سے جنت میں رہ سکیں لیکن جنت میں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام کو سخت تجربے سے گزرنا پڑا۔

اللہ نے آپ دونوں کو اِجازت دی تھی کہ جنت کی ہر چیز کے قریب جا کر ہر شے سے منتفع ہو سکتے ہیں اور تمام درختوں کے پھل کھا سکتے ہیں مگر ایک درخت سے اللہ نے یوں کہتے ہوئے آپ کو منع کیا۔

﴿ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۱۹)

''پاس نہ جاؤ اِس درخت کے، پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار۔''

حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ مکرمہ حضرت حوا علیہا السلام کے لیے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی اور اُس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے بلکہ آپ دونوں کے دِلوں میں کبھی نافرمانی کا خیال تک نہیں آیا لیکن اِبلیس لعین اُس دِن سے آپ کی تاک میں تھا اور آپ کے خلاف دِل میں غصہ بھرے ہوئے تھا جس دِن سے اللہ تعالیٰ نے اُسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کا حکم دیا تھا۔

[۱] سُورۃ البقرہ : ۳۲

حضرت آدم علیہ السلام کا اِنسان ہونا اِبلیس معلون پر گراں گزرتا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی مرورِ اَیام سے اِبلیس کی دُشمنی فراموش کر چکے تھے چنانچہ اِبلیس وسوسہ ڈالنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اِس درخت کے قریب جانے سے کیوں منع فرمایا ہے ؟ یہ شجرة الخلد اور درختِ حیات ہے۔ اگر آپ اِس کا پھل کھالیں گے تو آپ کو کبھی بھی موت نہیں آئے گی اور آپ اپنے دائیں بائیں پھرنے والے ملائکہ کی طرح ایک فرشتہ بن جائیں گے، اِبلیس کبھی حضرت آدم علیہ السلام کے دِل میں وسوسہ ڈالتا اور کبھی حضرت حوا علیہا السلام کے دِل میں کہ کسی طرح وہ اِس درخت سے کھالیں جو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

بالآخر وہ اپنی شریر کوششوں میں کامیاب ہوگیا اور ایک دِن حضرت حوا علیہا السلام نے اِس درخت سے پھل توڑا اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیش کیا اور دونوں نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھالیا کیونکہ وہ بھول چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کام سے منع فرمایا ہے اور اُنہیں یہ بھی خیال نہیں رہا کہ اِس کام میں اُنہیں اِبلیس نے اُبھارا ہے جو اُن کا دشمن ہے اور جس کے سینہ میں اِن کا کینہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

جب اِن دونوں نے وہ پھل کھالیا تو حضرت آدم علیہ السلام کو اَچانک تکلیف، پریشانی، شرمندگی اور سینے کی گھٹن محسوس ہونے لگی جو اِس سے قبل محسوس نہیں ہورہی تھی اور آپ کو یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کا لباس اُتر چکا ہے نیز حضرت حوا علیہا السلام کے جسم پر بھی لباس موجود نہیں تھا چنانچہ آپ دونوں اپنے برہنہ جسم اور ستر کو چھپانے کے لیے درختوں سے پتے توڑنے لگے۔ اللہ نے آپ علیہ السلام کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا، آپ اِبلیس کے دھوکے میں آکر آزمائش کا شکار ہو چکے تھے۔ یوں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام زمین پر آگئے۔

حضرت آدم علیہ السلام نہایت حزیں تھے اور حضرت حوا علیہا السلام کی گریہ وزاری تو رُکتی ہی نہیں تھی، وہ دونوں ہی شرمندہ اور سخت وحشت زدہ تھے۔ پس آپ دونوں اللہ کے حضور عاجزی کرنے

لگے تاکہ اُن کی خطا معاف اور اُن کی توبہ قبول کی جائے چونکہ آپ کی توبہ سچی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو بتایا کہ زمین ہی اُن کا اصل مکان ہے اِس میں رہیں نسل بڑھائیں اور اپنی اَولاد سے زمین کو آباد کریں اور آپ کی اَولاد کی شکل وصورت ایک دُوسرے سے مختلف ہوگی ایک کے بعد دُوسرا اور ایک نسل کے بعد دُوسری نسل آئے گی اور تا قیامت یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

زمین پر حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت حوا علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق زندہ رہے اور زمین میں خیر وشر، ہدایت وضلالت اور کفر و اِیمان کی جنگ چھڑ گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل اپنی اَولاد کو بلایا اُنہیں سمجھایا کہ اِنسان کی نجات کے لیے ایک ہی کشتی ہے اور اُس کی مدد کے لیے ایک ہی اسلحہ ہے وہ کشتی اللہ کی ہدایت اور اسلحہ اللہ کے کلمات ہیں پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اُنہیں اِطمینان دِلایا کہ اللہ تعالیٰ اِنسان کو زمین پر اَکیلا نہیں چھوڑیں گے بلکہ وہ اُس کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اَنبیاء ورُسل مبعوث فرمائیں گے۔ وہ اَنبیاءِ کرام اپنے اسماءِ گرامی معجزات اور صفات کے اِعتبار سے مختلف ہوں گے لیکن ایک چیز پر سب ہی متفق ہوں گے یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیں گے اور اُس کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۱

تعلیم النساء

﴿ اَز اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

تعلیمِ نسواں کی ضرورت :

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی دینی ضروریات کے لیے کافی وافی نہیں، دو وجہ سے : اَوّلاً پردہ کے سبب سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا تقریبًا ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جائے تو بعض مستورات کو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو دُوسروں کے لیے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق دُشوار ہے اور اگر اِتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی یا کسی کے گھر میں باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں اِن مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا عادۃً ناممکن ہے تو عورتوں کی عام اِحتیاج رفع ہونے کی بجز اِس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات اُن سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں پس کچھ عورتوں کو متعارف طریقہ سے تعلیم دینا واجب ہوا کیونکہ واجب کا مقدمہ (ذریعہ) واجب ہوتا ہے گو بالغیر سہی۔ (اِصلاحِ اِنقلاب ج ۱ ص ۲۶۵)

مردوں کے مقابلہ میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم زیادہ ضروری ہے :

اَولاد کی اِصلاح کے لیے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے کیونکہ عورتوں کی اِصلاح نہ ہونے کا اَثر مردوں پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے والے ہیں اور اُن پر ماؤں کے اَخلاق و عادات کا بڑا اَثر ہوتا ہے حتی کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقلِ ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گو وہ اُس وقت بات نہ کر سکے مگر اُس کے دماغ میں ہر بات ہر فعل منقش ہو جاتا ہے اِس لیے اُس کے سامنے کوئی بات بھی بے جا اور نازیبا نہ کرنی چاہیے بلکہ بعض حکماء

نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اُس وقت بھی ماں کے اَفعال کا اَثر اُس پر پڑتا ہے اِس لیے لڑکیوں کی تعلیم و اِصلاح زیادہ ضروری ہے کیونکہ لڑکے تو بعد میں ماؤں کے قبضہ سے نکل کر اُستاد اور مشائخ کی صحبت میں بھی پہنچ جاتے ہیں جس سے اُن کی اِصلاح ہو جاتی ہے لڑکیوں کو یہ بات بھی میسر نہیں ہوتی وہ ہر وقت گھر میں رہتی ہیں اور اُن کے لیے یہی اَسلم (بہتر) ہے۔

ضرورت اِس کی ہے کہ عورتوں میں بھی علمِ دین کی جاننے والیاں کچھ ہوں تو اُن کے ذریعہ سے عورتوں کی اِصلاح باآسانی ہو جائے گی کیونکہ مردوں کے عالم ہونے سے عورتوں کی پوری طرح اِصلاح نہیں ہوتی۔ (التبلیغ واعظ الاستماع والاتباع ج ۴ ص۱۶۴،۱۶۶)

(لڑکیوں اور عورتوں کی اِصلاح نہ ہونے میں) سارا قصور اللہ رحم کرے ماں باپ کا ہے کہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کا اِنتظام واہتمام بالکل نہیں کرتے۔ (اَلتبلیغ ج ۷ ص۶۲)

عورتوں کو علمِ دین پڑھانے کا فائدہ :

میں بقسم کہتا ہوں کہ عورتوں کو دین کی تعلیم دے کر تو دیکھو اِس سے اُن میں عقل و فہم و سلیقہ اور دُنیا کا اِنتظام بھی کس قدر پیدا ہوتا ہے، جن عورتوں کو دین کی تعلیم حاصل ہے عقل و فہم میں وہ عورتیں کبھی بھی اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو ایم اے میمن ہو رہی ہیں، ہاں بے حیائی میں ضرور اُن سے بڑھ جائیں گی اور باتیں بنانے میں بھی اَنگریزی پڑھنے والیاں شاید بڑھ جائیں گی مگر عقل کی بات دیندار عورت ہی کی زبان سے زیادہ نکلے گی، شوہر صاحب بیوی میں عیب نکالتے رہتے ہیں مگر اُس کی تعلیم کا تو اہتمام کریں۔ (اَلتبلیغ ص۳۱)

دینی تعلیم اور جدید تعلیم کا موازنہ :

جس کا دِل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علمِ دین کے برابر دُنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب و سلیقہ نہیں سکھلاتی چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علمِ دین نے پورا اَثر کیا ہو اور ایک شخص وہ لیجئے جس پر جدید تہذیب نے پورا اَثر کیا ہو پھر دونوں کے اَخلاق اور معاشرت اور

معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان وزمین کا تفاوت پائیں گے اَلبتہ اگر تصنع وتکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اُس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک شے کا مفہوم اُس نے غلط ٹھہرایا اور اگر کسی کے ذہن میں اُس وقت کوئی دیندار ایسا ہو جس میں حقیقی تہذیب کی کمی ہو اُس کی وجہ یہ ہوگی کہ اُس نے علومِ دینیہ کا پورا اَثر نہیں لیا۔(اِصلاحِ اِنقلاب ص ۲۷۰)

دینی تعلیم نہ ہونے کا نقصان اور اَنجام :

اب دینی تعلیم کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور وہ تعلیم اِختیار کر لی ہے جو مضر ہے جو مفید اور ضروری تعلیم تھی اُس میں تو کمی ہو جاتی ہے بلکہ ناپید ہو جاتی ہے، اِس تعلیم کے نہ ہونے کے یہ نتائج ہیں کہ اَخلاق درست نہیں ہوتے اور باوجودیکہ عورتوں میں محبت اور جاں نثاری اور اِیثار کا مادّہ بہت زیادہ ہے پھر بھی خاوند سے اُن کی نہیں بنتی کیونکہ مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے اُن میں پھوہڑ پن اور بے باکی موجود ہے جو کچھ زبان میں آجائے بے دھڑک بک ڈالتی ہیں جس سے خاوند کو تکلیف پہنچتی ہے اور خانہ جنگیاں پیدا ہو جاتی ہیں زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔(اَلتبلیغ وعظ کساء النساء ج ۷ ص ۸۲)

تعلیمِ نسواں میں مفاسد کا شبہ اور اُس کا جواب :

بعض حضرات کی تو یہ رائے ہے کہ عورتوں کو تعلیم مضر ہے (کیونکہ بہت سے مفاسد کا ذریعہ اور پیش خیمہ ہے جس کا سدِّ باب ضروری ہے) مگر اِس کی ایسی مثال ہے کہ کسی نے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلایا اِتفاق سے بیوی بچہ سب کو ہیضہ ہو گیا، اَب آپ نے رائے قائم کی کہ کھانے پینے سے تو ہیضہ ہو جاتا ہے اِس لیے کھانا پینا سب بند اور دِل میں ٹھان لی کہ کھانے پینے کے برابر کوئی چیز بری نہیں۔ سو تعلیم سے اگر کسی کو ضرر پہنچ گیا تو یہ تعلیم کی بدتدبیری سے ہے نہ کہ تعلیم سے۔(اَلعاقلات الغافلات۔ حقوق الزوجین ص ۳۰۶)۔(اگر مفاسد کا اِعتبار کیا جائے تو) اِس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے اگر مردوں کو پیش آئیں وہ بھی ایسے ہی ہوں گے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جائے بلکہ اہتمام کیا جائے۔(اِصلاحِ اِنقلاب ص ۲۶۸)

مردوں پر عورتوں کی تعلیم ضروری اور واجب ہے :

مرد عورتوں کی تعلیم اپنے ذمہ ہی نہیں سمجھتے (حالانکہ) آپ حضرات کے ذمہ اُن کی تعلیم بھی ضروری ہے، مردوں پر واجب ہے کہ اُن کو اَحکام بتلائیں حدیث میں ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنی تم سب ذمہ دار ہو تم سے قیامت میں تمہاری ذمہ داری کی چیزوں سے سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے خاندان میں اپنے متعلقین میں حاکم ہے، قیامت میں پوچھا جائے گا کہ محکومین کا کیا حق اَدا کیا، محض نان نفقہ ہی سے حق اَدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ کھانا پینا دُنیا کی زندگی تک ہے آگے کچھ بھی نہیں اِس لیے صرف اِس پر اِکتفا کرنے سے حق اَدا نہیں ہوتا چنانچہ حق تعالیٰ نے صاف لفظوں میں اِرشاد فرمایا ﴿ یٰآاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ﴾ اے اِیمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ یعنی اُن کی تعلیم کرو، حقوقِ اِلٰہی سکھلاؤ، اُن سے تعمیل بھی کراؤ تو گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کا معنی یہی ہے کہ اُن کو تنبیہ کرو۔ بعض لوگ بتلا تو دیتے ہیں مگر ڈھیل چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں کہ دس دفعہ تو کہہ دیا، نہ مانیں تو ہم کیا کریں۔ سچ تو یہ ہے کہ مردوں نے بھی دین کی ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھا، کھانا ضروری، فیشن ضروری، ناموری ضروری، مگر غیر ضروری ہے تو دین۔ دُنیا کی ذراسی مضرت کا خیال ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر دین کی مضرت پہنچ گئی تو کیسا بڑا نقصان ہوگا۔

پھر اگر وہ مضرت اِیمان کی حد میں ہے تب تو چھٹکارا بھی ہو جائے گا مگر نقصان (عذاب) پھر بھی ہوگا دائمی نہ ہو، اور اگر اِیمان کی حد سے بھی نکل گئی تب تو ہمیشہ کا مرنا ہو گیا اور تعجب ہے کہ دُنیا کی باتوں سے تو بے فکری نہیں ہوتی مگر دین کی باتوں سے کس طرح بے فکری ہو جاتی ہے (حقوق الزوجین ص ۳۵۔ دعواتِ عبدیت ص ۱۷۰) (خلاصہ یہ کہ حدیث کے بموجب) بڑا چھوٹے کا نگران ہوتا ہے اور اُس سے باز پرس ہوگی تو جس طرح ممکن ہو عورتوں کو دین مرد خود سکھلا دیں یا کوئی بی بی دُوسری بیبیوں کو سکھا دے اور سکھانے کے ساتھ اُن کا کاربند بھی بنا دے اِس کے بغیر براءت نہیں ہو سکتی۔

عورتوں کو دینی تعلیم نہ دینا ظلم ہے :

اَب تو حالت یہ ہے کہ گھر جا کر سب سے پہلے سوال یہ کرتے ہیں کہ کھانا پکایا یا نہیں ؟ اگر کھانا تیار ہوا اور نمک تیز ہوگیا تو اَب گھر والوں پر نزلہ اُتر رہا ہے۔غرض آج کل مردوں کو نہ عورتوں کے دین کی فکر ہے، نہ دُنیا کی فکر ہے بس اپنی راحت کی فکر ہے۔ رات دِن عورتوں سے اپنی خدمت لیتے رہتے ہیں، کبھی چولہے کی اور کبھی کپڑا سینے کی، نہ اُن کے دین کی فکر، نہ دُنیا کی، نہ آرام کی، نہ راحت کی، اُن کو جاہل بنا رکھا ہے۔ یاد رکھو! یہ بڑا ظلم ہے جو تم نے عورتوں پر کر رکھا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ خود بھی کامل بنیں اور عورتوں کو بھی کامل بنائیں جس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ پہلے علمِ دین حاصل کرو پھر عمل کا اہتمام کرو۔ (اَلتبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ج ۴ ص ۲۳)

حدیث طلب العلم :

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ دینی تعلیم کے واسطے زیادہ صریح تھی مگر اِس میں مُسْلِمَةٍ کی زیادتی ثابت نہیں بلکہ ناواقفوں نے اپنی طرف سے لفظ مُسْلِمَةٍ حدیث میں اِضافہ کر دیا ہے، گو معنی صحیح ہے مگر لفظاً صحیح نہیں تو میں نے اِس مسئلہ میں عورتوں کی تعلیم کو عمومِ آیت سے مستنبط کرنا چاہا کیونکہ آیات و اَحادیث کا عموم وخصوص دونوں حجت ہیں۔ (اَلتبلیغ ج ۴ ص ۲۷۶)

عورتوں کو عربی درسِ نظامی کی تعلیم :

میں عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں مگر یہ کہتا ہوں کہ تم اُن کو مذہبی تعلیم دو اور زیادہ اہمیت ہو تو عربی علوم کی تعلیم دو اور اِس کے لیے زیادہ ہمت کی قید اِس لیے ہے کہ عربی کے لیے زیادہ فہم اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ (اَلتبلیغ ج ۴ ص ۲۲۶)

دَر حقیقت بات یہی ہے کہ مرد تمام علوم کے جامع ہو سکتے ہیں عورتیں (عادۃً) نہیں ہوسکتیں جامعیت کے لیے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے مگر آج کل سب کو عقل کا ہیضہ ہو رہا ہے، آزادی کا زمانہ ہے ہر ایک خود مختار ہے چنانچہ عورتیں بھی کسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں ہر علم وفن کی تکمیل کرنا چاہتی ہیں تصنیفیں کرتی ہیں اَخبارات میں مضامین بھیجتی ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ صحیح نہیں کہ ہر علم مفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم حاصل کرنے کا حوصلہ ہے جامعیت (یعنی تمام علوم منقول و معقول منطق فلسفہ وغیرہ) مردوں کا حوصلہ ہے عورتوں کو اُن کی ریس کرنا حوصلہ سے باہر بات کرنا ہے۔ اِس جامعیت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونی چاہئیں وہ بھی باقی نہیں رہیں گی چنانچہ رات دِن اِس کا تجربہ ہوتا جاتا ہے۔ (اَلتبلیغ وعظ کساء النساء ج ۷ ص ۶۷ و ۶۸)

عورتوں کے لیے (بہتر یہ ہے کہ) ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کر دیں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اَصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہوجائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اِس لیے اکثر کے لیے مناسب نہیں۔ (اِصلاحِ اِنقلاب ج ۱ ص ۲۷۳)

لڑکیوں کو حفظِ قرآن کی تعلیم :

لڑکا ہو یا لڑکی جب سیانے ہوجائیں اُن کو علمِ دین پڑھائیں، قرآن شریف بڑی چیز ہے کسی حالت میں ترک نہ کرنا چاہیے، یہ خیال نہ کریں کہ وقت ضائع ہوگا اگر قرآن شریف پورا نہ ہو آدھا ہی ہو، یہ بھی نہ ہو آخر کی طرف ایک ہی منزل پڑھادی جائے اِس میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی، ایک منزل پڑھانے میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی یہ بھی برکت ہے کہ حافظِ قرآن کا دماغ دُوسرے علوم کے لیے ایسا مناسب ہوجاتا ہے کہ دُوسرے کا نہیں ہوتا، یہ رات دِن کا تجربہ ہے۔ (حقوق الزوجین ۔ وعظ العاقلات الغافلات)

عورتوں کو کون سے علوم اور کتابیں پڑھائی جائیں :

میں کہتا ہوں کہ اُن کو مذہبی تعلیم دیجیے، فقہ پڑھائیے، تصوف پڑھائیے، قرآن کا ترجمہ و تفسیر پڑھائیے جس سے اُن کی ظاہری و باطنی اِصلاح ہو۔ عورتوں کے لیے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف، جنت کی طمع اور شوق، دوزخ سے ڈر اور خوف پیدا ہو۔ اِس کا اَثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اِس لیے میں پھر کہتا ہوں کہ عورتوں کو وہ تعلیم جس کو پرانی تعلیم کہا جاتا ہے بقدرِ کفایت ضرور دینا چاہیے وہ تعلیم اَخلاق کی اِصلاح کرنے والی ہے جس سے اُن کی آخرت اور دُنیا سب درست ہوجائے،

عقائد صحیح ہوں، عادات درست ہوں، معاملات صاف ہوں، اَخلاق پاکیزہ ہوں۔(اَلتبلیغ ص ۶۳)

ضرورت ہے کہ بچیوں کو نئی تعلیم و انگریزی وغیرہ کے بجائے پرانی تعلیم (یعنی اِسلامی تعلیم) دیجیے تاکہ وہی تعلیم اُن کے رَگ و پے میں رَچ جائے پھر آپ دیکھیں گے وہ بڑی ہو کر کیسی باحیا، سلیقہ شعار، دیندار اور سمجھدار ہوں گی۔(اَلتبلیغ ص ۸۰)

اُصولی بات :

یہ اَمر زیرِ بحث ہے کہ کون سی تعلیم ہونی چاہیے ؟ مختصر یہ ہے کہ دین کی تعلیم ہو، ہاں گھر کا حساب و کتاب یا دھوبی کے کپڑے لکھنے کی ضرورت اُن کو بھی واقع ہوتی ہے، سو اِتنا حساب و کتاب بھی سہی (ضروری ہے) اور اگر محض اِس ضرورت سے آگے کمال حاصل کرنے کے لیے اُن کو تعلیم دی جاتی ہے، سو کمال بھی جب ہی معتبر ہوتا ہے جبکہ مضرت نہ ہو۔ ہم تو مشاہدہ کرتے ہیں کہ نئی تعلیم سے مضرت پہنچتی ہے اِس وجہ سے اُن کی تعلیم میں یہ اُمور تو ہرگز نہ ہونے چاہئیں اِسی طرح ہر وہ تعلیم جس سے دینی ضرر پیش آئے (وہ بھی نہ ہونا چاہیے) اَلبتہ دینی تعلیم مضر ہو ہی نہیں سکتی جبکہ اِس کے ایسے فضائل اور منافع دیکھے بھی جاتے ہیں تو پھر وہ کیسے مضر ہو سکتی ہے۔(حقوق الزوجین ص ۳۰۷)

عورتوں کا کورس اور نصابِ تعلیم :

ضروری ہے کہ عورتوں کی تعلیم کا کورس کسی محقق عالم سے تجویز کرواؤ، اپنی رائے سے تجویز نہ کرو۔(اَلتبلیغ ج ۱۲ ص ۲۳۴)۔

لڑکیوں کے لیے نصابِ تعلیم یہ ہونا چاہیے کہ پہلے قرآنِ مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جائے پھر دینی کتابیں سہل زبان میں جن میں دین کے تمام اَجزاء کی مکمل تعلیم ہو، میرے نزدیک بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لیے کافی ہیں، بہشتی زیور کے اَخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کے لیے مفید ہے مگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقی کا مطالعہ ہمیشہ رکھیں، مفید کتابوں کے مطالعہ سے کبھی غافل نہ رہیں۔(اِصلاحِ اِنقلاب)۔(باقی صفحہ ۵۷)

قسط : ۲۳

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ؒ ﴾

اَمیر المؤمنین فاروقِ اَعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت فاروقِ اعظمؓ کے کلماتِ طیبات :

حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کا کلام جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اِزالۃ الخفاء میں جس قدر ذخیرہ آپ کے کلام کا ہے اگر اُسی کو علیحدہ کر کے یکجا کر لیا جائے تو نہج البلاغۃ [1] سے دس گنی حجم کی کتاب بن جائے اور پھر یہ فرق ہو جائے کہ نہج البلاغۃ کا اَکثر حصہ اِفتراء ہے اور اُس میں مذہبی تعلیمات بہت کم ہیں، اِدھر اُدھر کے قصے اور لوگوں کی شکایات بہت زیادہ ہیں اور اُس کی عبارت مشکل اور غریب الاستعمال ہے جو ایک ناصح اور معلم کی شان کے بالکل منافی ہے بخلاف اِس کے یہاں یہ بات نہیں ہے نہ کوئی قصہ ہے نہ کسی کی شکایت ہے خالص مذہبی تعلیم ہے اور عبارت اِس قدر سہل و سادہ ہے کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے بالکل اَحادیثِ نبویہ کا رنگ ہے۔

اِزالۃ الخفاء میں دو مستقل رسالے آپ کے اَقوال و آثار کے ہیں، ایک وہ جس میں مسائلِ فقہیہ کا بیان ہے، کتاب الطہارت سے لے کر کتاب المیراث تک تمام اَبوابِ فقہ میں آپ کی تعلیمات کو جمع کر دیا ہے اور دُوسرا رسالہ تصوف کے متعلق ہے۔ حضرت فارقِ اعظمؓ نے مہماتِ تصوف اور معارفِ سلوک کے متعلق جو تعلیم دی ہے وہ سب اِسی رسالہ میں ہے، آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا ہے وہ علیحدہ ہے، اِس مقام پر اُن ہی متفرق کلمات میں سے چند بطورِ نمونہ کے نقل کیے جاتے ہیں :

(۱) اپنے تمام حکام کو یہ گشتی فرمان بھیجا کہ تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہتمام کے

---

[1] نہج البلاغہ شیعوں کی کتاب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کلام اُنہوں نے جمع کیا ہے۔

قابل میرے نزدیک نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اُس نے اپنا دین محفوظ کر لیا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ دُوسری چیزوں کو بدرجہ اَولیٰ ضائع کر دے گا۔ ظہر کی نماز اُس وقت پڑھو جب سایہ ایک ہاتھ ہو جائے ایک مثل تک، عصر کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ آفتاب اُونچا ہو زرد نہ ہوا ور سوار دو فرسخ قبل غروب کے چل سکے اور مغرب کی نماز آفتاب غروب ہوتے ہی پڑھو اور عشاء کی نماز شفق غائب ہونے کے بعد سے ایک تہائی رات تک پڑھو، جو شخص عشاء پڑھنے سے پہلے سو جائے خدا کرے اُس کی آنکھ کو آرام نہ ملے اور صبح کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ تارے نکلے ہوں۔

(۲) فرمایا کہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان میں رُکی رہتی ہے یہاں تک کہ نبی ﷺ پر درود پڑھا جائے۔

(۳) فرمایا کرتے تھے کہ سب سے اَفضل عبادت یہ ہے کہ فرائض کو اَدا کرے اور منہیات سے بچے اور نیت اپنی خدا کے ساتھ درست رکھے۔

(۴) حضرت اَبوموسیٰ اَشعریؓ کو آپ نے لکھا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک صبر مصیبت پر اور دُوسرا صبر معصیت کے ترک پر۔ دُوسری قسم پہلی قسم سے اَفضل ہے اور مدار اِیمان ہے۔

(۵) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں کرتا جو دُوسروں پر رحم نہ کرے اور اُس شخص کی خطائیں نہیں بخشتا جو دُوسروں کی خطائیں نہ بخشے۔

(۶) اپنی آخری وصیت میں فرمایا کہ دیکھو کتاب اللہ سے غفلت نہ کرنا، جب تک تم اُس کی پیروی کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے (دیکھو مہاجرینؓ کے اِعزاز و اِکرام میں کوتاہی نہ کرنا مسلمان تو بہت ہوں گے مگر مہاجرین اَب کہاں، اور اَنصارؓ کا لحاظ بھی رکھنا، وہ اِسلام کے ملجا و ماوٰی ہیں، اور بدوؤں کا خیال رکھنا وہ تمہارے اَصل ہیں اور ذمی کافروں سے جو معاہدہ ہو جائے اُس پر قائم رہنا)۔

(۷) فرماتے تھے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک یہ دونوں چیزیں تم میں رہیں گی اُس وقت تک بھلائی رہے گی، ایک فیصلہ میں اِنصاف کرنا، دُوسرے تقسیم میں اِنصاف کرنا۔ میں تم کو ایک ایسے راستے پر چھوڑے جاتا ہوں جس پر نشانِ قدم بنے ہوئے ہیں اَب اگر کوئی قوم اَز خود

کجی اِختیار کرے گی تو وہ راستے سے ہٹ جائے گی۔

(۸) اہلِ شام کو فرمان بھیجا کہ اپنی اَولاد کو تیرنا اور تیر اَندازی اور گھوڑے کی سواری سکھاؤ اور اُن کو حکم دو کہ لوگوں کی بے آبروئی نہ کریں۔

(۹) فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے مقام کو تہمت سے علیحدہ نہ رکھے وہ اپنے بدگمان کرنے والے کو ملامت نہ کرے، جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھے گا اُس کا کام اُس کے اِختیار میں ہوگا۔

(۱۰) فرماتے تھے کہ تین چیزیں تیرے بھائی کے دِل میں تیری محبت قائم کردیں گی: (i) جب ملاقات ہو تو سلام کرنے میں اِبتداء کرنا (ii) اُس کے ناموں سے جو اُس کو پسند ہو اُسی نام سے اُس کو پکارنا (iii) محفل میں اُس کے لیے جگہ کشادہ کرنا۔

(۱۱) فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے شخص کو دے جس نے اُس کو نہیں دیا اور سب سے زیادہ حلیم وہ ہے جو اپنے ظالم کا ظلم معاف کردے۔

(۱۲) فرماتے تھے کہ طمع فقیری پیدا کرتی ہے، مایوسی (مخلوق سے) غنی کردیتی ہے، ہر معاملہ میں (سوائے آخرت کے معاملات کے) دیر کرنا بہتر ہے۔

(۱۳) فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حکمت کو بلند کردیتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے مگر لوگوں میں اُس کی عزت ہوتی ہے۔

(۱۴) فرماتے تھے کہ زِنا کی کثرت سے زمین میں زلزلہ آجاتا ہے اور حکام کے ظلم سے قحط پڑجاتا ہے۔

(۱۵) فرماتے تھے کہ جو شخص چاہتا ہو کہ میری زندگی کامیابی میں گزرے اُس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے بعد اُس کے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔

(۱۶) ایک شخص کو آپ نے نصیحت فرمائی کہ وہ کام کیا کرو کہ اگر تم کو اُس کام میں کوئی دیکھ لے تو تم کو ناگوار نہ ہو۔

(۱۷) فرماتے تھے کہ علماء کی مجلسوں سے علیحدہ نہ رہا کرو، خدا نے رُوئے زمین پر علماء کی

مجلس سے زیادہ بزرگ کوئی مقام نہیں پیدا کیا۔

(۱۸) فرماتے تھے کہ علم حاصل کرو اور علم کے لیے سکینہ، وقار اور حلم سیکھو۔

(۱۹) فرماتے تھے کہ جب کسی عالم کو دیکھو دُنیا سے محبت رکھتا ہے تو دین کی بات میں اُس کا اِعتبار نہ کرو۔

(۲۰) فرماتے تھے کہ ایک عالم کا مرجانا ہزار عابد قائم اللیل صائم النہار کے مرجانے سے بڑھ کر ہے۔

(۱۲) فرماتے تھے کہ توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو، اُن کے دِل بڑے نرم ہوتے ہیں۔

(۲۲) ایک روز اَحنف بن قیسؒ سے آپ نے پوچھا کہ سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ جو آخرت کو دُنیا کے عوض میں بیچ ڈالے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس سے زیادہ جاہل تم کو بتاؤں جو دُوسروں کی دُنیا کے لیے اپنی آخرت بیچ ڈالے۔

(۲۳) حضرت موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ کے نام ایک فرمان بھیجا اُس میں لکھا کہ قوت کی بات یہ ہے کہ آج کا کام کل کے لیے نہ اُٹھا رکھو اور جب دُنیا اور آخرت میں مقابلہ ہو تو آخرت کو اِختیار کرو کیونکہ دُنیا فنا ہونے والی ہے۔ اور کتاب اللہ کا علم حاصل کرو کیونکہ اُس میں علم کے چشمے اور دِلوں کی بہار ہے۔

(۲۴) ایک روز فرمایا کہ ہم لوگ قرض دینے کو بُخل کی علامت قرار دیتے تھے، ضرورت والوں کو یوں ہی دیا کرتے تھے۔

(۲۵) فرمایا کرتے تھے کہ دُنیا کو کم حاصل کرو تو آزادانہ زندگی ہوگی اور گناہ کم کرو تو موت آسان ہو جائے گی۔

(۲۶) اَکثر چھوٹے بچے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے تھے کہ میرے لیے دُعا کر کیونکہ تو نے ابھی تک گناہ نہیں کیا۔

(۲۷) اَخیر عمر میں بکثرت یہ دُعا مانگا کرتے تھے: یا اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور

اپنے رسول کے شہر میں موت دے۔

(۲۸) اَخیر وقت یہ شعر پڑھا کرتے تھے :

ظَلُوْمٌ لِّنَفْسِیْ غَیْرَ اَنِّیْ مُسْلِمٌ اُصَلِّی الصَّلٰوۃَ کُلَّھَا وَ اَصُوْمُ

یعنی میں اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہوں سوائے اِس کے کہ میں مسلمان ہوں سب نمازیں پڑھ لیتا ہوں اور روزے رکھتا ہوں۔

(۲۹) زخمی ہونے کے بعد نماز پڑھی اور زخم سے خون جاری تھا فرمایا کہ جس کی نماز جاتی رہی اُس کا دین میں کچھ حصہ نہیں۔

(۳۰) بالکل آخری وقت میں زمین پر اپنا منہ رکھ دیا اور فرمایا کہ عمر کی خرابی ہے اگر پروردگار نے اُس کی خطاؤں کو نہ بخش دیا۔ (جاری ہے)

بقیہ : تعلیم النساء

عورتوں کے پاس ایسی کتابیں پہنچاؤ جن میں دین کے پورے اَجزاء سے کافی بحث ہو، عقائد کا بھی مختصر بیان ہو، وضو اور پاکی ناپاکی کے بھی مسائل ہوں، نماز روزہ حج زکوۃ نکاح بیع وشراء کے بھی مسائل ہوں، اِصلاحِ اَخلاق کا طریقہ بھی مذکور ہو، آداب اور سلیقہ (وتہذیب) کی باتیں بھی بیان کی گئی ہوں، یہ بات مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ اِس میں کوتاہی کریں گے تو اُن سے بھی مواخذہ ہوگا۔ (حقوق الزوجین ص ۱۰۲)۔ (جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ایک سبق آموز واقعہ :

''یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے۔ عربوں اور اِسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کو تھی ایسے میں ایک امریکی سینیٹر ایک اہم کام کے سلسلے میں اِسرائیل آیا وہ اَسلحہ کمیٹی کا سربراہ تھا۔ اُسے فوراً اِسرائیل کے وزیرِ اعظم ''گولڈہ مائیر'' کے پاس لے جایا گیا، گولڈہ مائیر نے ایک گھریلو عورت کی مانند سینیٹر کا اِستقبال کیا اور اُسے اپنے کچن میں لے گئی۔ یہاں اُس نے اَمریکی سینیٹر کو ایک چھوٹی ڈائننگ ٹیبل کے پاس کرسی پر بٹھا کر چولہے پر چائے کے لیے پانی رکھ دیا اور خود بھی وہیں آبیٹھی۔ اِس کے ساتھ اُس نے طیاروں، میزائلوں اور توپوں کا سودا شروع کر دیا، ابھی بھاؤ تاؤ جاری تھا کہ اُسے چائے پکنے کی خوشبو آئی، وہ خاموشی سے اُٹھی اور چائے دو پالیوں میں اُنڈیلی، ایک پیالہ سینیٹر کے سامنے اور دُوسری گیٹ پر کھڑے اَمریکی گارڈ کو تھمادی پھر دوبارہ میز پر آبیٹھی اور اَمریکی سینیٹر سے محوِ کلام ہوگئی، چند لمحوں کی گفت وشنید اور بھاؤ تاؤ کے بعد شرائط طے پاگئیں۔ اِس دوران گولڈہ مائیر اُٹھی پیالیاں سمیٹیں اور اُنہیں دھو کر واپس سینیٹر کی طرف پلٹی اور بولی ''مجھے یہ سودا منظور ہے'' آپ تحریری معاہدے کے لیے اپنا سیکرٹری میرے سیکرٹری کے پاس بھجوا دیجئے۔

یاد رہے کہ اِسرائیل اُس وقت اِقتصادی بحران کا شکار تھا مگر گولڈہ مائیر نے کتنی ''سادگی'' سے اِسرائیل کی تاریخ میں اَسلحے کی خریداری کا اِتنا بڑا سودا کر ڈالا۔ حیرت کی بات ہے کہ خود اِسرائیلی کابینہ نے اِس بھاری سودے کو رَد کر دیا۔ اُس کا

مؤقف تھا اِس خریداری کے بعد اِسرائیلی قوم کو برسوں تک دِن میں ایک وقت کھانے پر اِکتفاء کرنا پڑے گا۔ گولڈہ مائیر نے اَرکانِ کابینہ کا موقف سنا اور کہا :

''آپ کا خدشہ درست ہے لیکن اگر ہم جنگ جیت گئے اور ہم نے عربوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی اور جب تاریخ کسی قوم کو فاتح قرار دیتی ہے تو وہ بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران فاتح قوم نے کتنے انڈے کھائے تھے اور روزانہ کتنی بار کھانا کھایا تھا۔ اِس کے دسترخوان پر کتنے انڈے، مکھن، جیم تھا یا نہیں اور اُن کے جوتوں میں کتنے سوراخ تھے یا اُن کی تلواروں کے نیام پھٹے پرانے تھے۔ گولڈہ مائیر کی دلیل میں وزن تھا لہٰذا اِسرائیلی کابینہ کو اِس سودے کی منظوری دینا پڑی۔ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ گولڈہ مائیر کا اِقدام درست تھا اور پھر دُنیا نے دیکھا اُسی اسلحے اور جہازوں سے یہودی عربوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے، جنگ ہوئی اور عرب ایک بوڑھی عورت سے شرمناک شکست کھا گئے۔ جنگ کے عرصہ بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈہ مائیر کا اِنٹرویو لیا اور سوال کیا :

اَمریکی اسلحہ خریدنے کے لیے آپ کے ذہن میں جو دلیل تھی وہ فوراً آپ کے ذہن میں آئی تھی یا پہلے سے حکمتِ عملی تیار کر رکھی تھی ؟

گولڈہ مائیر نے جواب دیا وہ چونکا دینے والا تھا۔ وہ بولی میں نے اِستدلال اپنے دُشمنوں (مسلمانوں) کے نبی (محمد ﷺ) سے لیا تھا، میں جب طالبہ تھی تو مذاہب کا موازنہ میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ اُن ہی دِنوں میں نے محمد ﷺ کی سوانح حیات پڑھی، اُس کتاب میں مصنف نے ایک جگہ لکھا تھا کہ جب محمد ﷺ کا وصال ہوا تو اُن کے گھر میں اِتنی رقم نہیں تھی کہ چراغ جلانے کے لیے تیل خریدا جا سکے لہٰذا اُن کی اہلیہ (حضرت عائشہ صدیقہؓ) نے اُن کی زِرہ بکتر رہن رکھ کر تیل خریدا لیکن اُس

وقت بھی محمد ﷺ کے حجرے کی دیواروں پر نو تلواریں لٹک رہی تھیں۔

میں نے جب یہ واقعہ پڑھا تو میں نے سوچا کہ دُنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اِقتصادی حالت کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن مسلمان آدھی دُنیا کے فاتح ہیں، یہ بات پوری دُنیا جانتی ہے لہٰذا میں نے فیصلہ کیا اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنے پڑے، پختہ مکانوں کے بجائے خیموں میں زندگی بسر کرنا پڑے تو بھی اسلحہ خریدیں گے، خود کو مضبوط ثابت کریں گے اور فاتح کا اِعزاز پائیں گے۔''

گولڈہ مائیر نے اِس حقیقت سے تو پردہ اُٹھایا مگر ساتھ ہی اِنٹرویو نگار سے درخواست کی اِسے ''آف دی ریکارڈ'' رکھا جائے اور شائع نہ کیا جائے۔ وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے نبی کا نام لینے سے جہاں اُس کی قوم اُس کے خلاف ہو سکتی ہے، وہاں دُنیا میں مسلمانوں کے موقف کو تقویت ملے گی چنانچہ واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے یہ واقعہ حذف کر دیا۔ وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا، یہاں تک کہ گولڈہ مائیر اِنتقال کر گئی اور وہ اِنٹرویو نگار بھی عملی صحافت سے الگ ہو گیا۔ اِس دوران ایک اور نامہ نگار، اَمریکہ کے بیس بڑے نامہ نگاروں کے اِنٹرویو لینے میں مصروف تھا اِس سلسلے میں وہ اِسی نامہ نگار کا اِنٹرویو لینے جس نے واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے کی حیثیت سے گولڈہ مائیر کا اِنٹرویو لیا تھا، اُس اِنٹرویو میں اُس نے گولڈہ مائیر کا واقعہ بیان کر دیا جو سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلق تھا اُس نے کہا اَب یہ واقعہ بیان کرنے میں اُسے کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

گولڈہ مائیر کا اِنٹرویو کرنے والے نے مزید کہا : میں نے اِس واقعہ کے بعد جب تاریخِ اِسلام کا مطالعہ کیا تو میں عرب بدوؤں کی جنگی حکمتِ عملیاں دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ طارق بن زیاد جس نے جبرالٹر (جبل طارق) کے

راستے اسپین فتح کیا تھا اُس کی فوج کے آدھے سے زیادہ مجاہدین کے پاس پورا لباس تک نہیں تھا وہ بہتر بہتر گھنٹے ایک چھاگل پانی اور سوکھی روٹی کے چند ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے۔ یہ وہ موقع تھا جب گولڈہ مائیر کا اِنٹرویو نگار قائل ہو گیا کہ
''تاریخ فتوحات گنتی ہے، دسترخوان پر پڑے انڈے جیم اور مکھن نہیں۔''
گولڈہ مائیر کے اِنٹرویو نگار کا اپنا اِنٹرویو جب کتابی شکل میں شائع ہوا تو دُنیا اِس ساری داستان سے آگاہ ہوئی۔ یہ حیرت انگیز واقعہ تاریخ کے دریچوں سے جھانک جھانک کر مسلمانانِ عالم کو جھنجھوڑ رہا ہے، بیداری کا درس دے رہا ہے ہمیں سمجھا رہا ہے کہ اُدھڑی عباؤں اور پھٹے جوتوں والے گلہ بان، چودہ سو برس قبل کس طرح جہاں بان بن گئے ؟ اُن کی ننگی تلوار نے کس طرح چار براعظم فتح کر لیے ؟
اگر پرشکوہ محلات، عالی شان باغات، رزق برق لباس، ریشم و کمخواب سے آراستہ و پیراستہ آرام گاہیں، سونے، چاندی، ہیرے اور جواہرات سے بھری تجوریاں، خوش ذائقہ کھانوں کے اَنبار، کھنکھناتے سکوں کی جھنکار ہمیں بچا سکتی تو تاتاریوں کی ٹڈی دَل اَفواج بغداد کو روندتی ہوئی معتصم باللہ کے محل تک نہ پہنچتی۔ آہ ! وہ تاریخ اِسلام کا کتنا عبرتناک منظر تھا جب معتصم باللہ آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا، چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کے سامنے کھڑا تھا، کھانے کا وقت آیا تو ہلاکو خان نے خود سادہ برتن میں کھانا کھایا اور خلیفہ کے سامنے سونے کی طشتریوں میں ہیرے اور جواہرات رکھ دیے۔ معتصم سے کہا ''جو سونا چاندی تم جمع کرتے تھے اُسے کھاؤ'' بغداد کا تاجدار بے چارگی و بے بسی کی تصویر بنا کھڑا تھا، بولا میں سونا کیسے کھاؤں؟ ہلاکو نے فوراً کہا : '' پھر تم نے یہ سونا چاندی جمع کیوں کیا تھا ؟ ''
وہ مسلمان جسے اُس کا دین ہتھیار بنانے اور گھوڑے پالنے کی ترغیب دیتا تھا کچھ جواب نہ دے سکا۔

ہلاکو خان نے نظریں گھما کر محل کی جالیاں اور مضبوط دروازے دیکھے اور سوال کیا ؟

''تم نے اِن جالیوں کو پگھلا کر آہنی تیر کیوں نہ بنائے ؟ تم نے یہ جواہرات جمع کرنے کے بجائے اپنے سپاہیوں کو رقم کیوں نہ دی تاکہ وہ جانبازی اور دلیری سے میری اَفواج کا مقابلہ کرتے ۔'' (ماہنامہ اَلبلاغ کراچی، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ء)

قبولیتِ دُعاء :

مسجدِ نبوی میں دُعا مانگنے سے سوڈانی خاتون کی بینائی لوٹ آئی

''کراچی (خصوصی رپورٹ) مسجدِ نبوی میں دُعا مانگنے سے خاتون کی بینائی لوٹ آئی ۔ اُمت کے مطابق سوڈان کی فاطمہ الماحی کی بصارت سات برس پہلے چلی گئی تھی ، آپریشن سمیت ہر قسم کا علاج کرایا ڈاکٹروں کے جواب دینے پر روضہ رُسول ﷺ پر اللہ سے دُعا کی ٹھانی ۔ فاطمہ نے بتایا مراد پوری نہ ہونے تک مسجدِ نبوی سے نہ جانے کا عزم کر لیا تھا ۔'' (روزنامہ نوائے وقت ۱۶/۱۰/ اکتوبر ۲۰۱۳ ص ۱۲ کالم ۳)

✡ ✡ ✡

وفیات

۲/ دسمبر کو کراچی کے تاجر، بڑے حضرتؒ کے دیرینہ دوست و محبّ ، تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ کراچی کے سرپرست محترم اَلحاج ذکر الرحمٰن صاحب طویل علالت کے بعد کراچی میں اِنتقال فرما گئے ۔

گزشتہ ماہ آزاد کشمیر کے مولانا مفتی محمود صاحب کی اہلیہ صاحبہ وفات پا گئیں ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین ۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

مؤرخہ ٢٦ محرم الحرام ١٤٣٥ھ/ ٣٠ نومبر ٢٠١٣ء کو حضرت اَقدس سیّدی و مرشدی مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم نے مولانا محمد اِبراہیم صاحب برمی (فاضل جامعہ مدنیہ جدید) کو خرقۂ خلافت و دَستار سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ اِن سلاسلِ طیبہ کے فیوض و برکات کو اَقوامِ عالم میں تا قیامت جاری و ساری فرما کر قبولیت سے نوازے اور ہمیں اِن مشائخ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

١١ دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب پاکستان سے جمعیة علماءِ اِسلام کے وفد کے ہمراہ ''اَمن عالم کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے براستہ واہگہ بارڈر دیو بند اور بعد اَزاں دہلی تشریف لے گئے، ٢٠ دسمبر بروز جمعہ بخیریت واپس تشریف لے آئے، والحمد للہ۔

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سر پرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور